مراجع عظام تقلید اور دانشوران اسلامی

کی نظر میں

تکفیر مسلمین

وتوہین مقدسات اسلامی

نیز

اسلامی افکار کی روشنی میں فتنۂ تکفیر کی تحقیق

حج وزیارت ریسرچ سینٹر

بسم الله الرحمن الرحيم

فہرست

مقدمہ ۷

فتنۂ تکفیر اسلامی نقطۂ نگاہ سے ۹
مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای (دامت برکاتہ) کا فتویٰ
....۲۶
صوبۂ کردستان کی عوام سے مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمیٰ
خامنہ ای (دامت برکاتہ) کا خطاب ۲۸
صوبۂ کردستان کے شیعہ اور سنی علماء اور طلباء سے حضرت آیت اللہ العظمیٰ
خامنہ ای (دامت برکاتہ) کی ملاقات..................................... ۳۰
آیت اللہ العظمیٰ عبد اللہ جوادی آملی (دامت برکاتہ) ۳۴
آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شاہرودی (دامت برکاتہ) ۳۸
آیت اللہ العظمیٰ سیّد محمد سعید حکیم (دامت برکاتہ) ۳۹
آیت اللہ العظمیٰ جعفر سبحانی (دامت برکاتہ) ۴۱
آیت اللہ العظمیٰ سیّد علی سیستانی (دامت برکاتہ) ۴۴
آیت اللہ العظمیٰ سید موسی شبیری زنجانی (دامت برکاتہ) ۴۸
آیت اللہ العظمیٰ صافی گلپایگانی (مدظلہ الشریف) ۵۰
آیت اللہ العظمیٰ سید محمد علی علوی گرگانی (دامت برکاتہ) ۵۲
آیت اللہ العظمیٰ محمد فاضل لنکرانی (رحمت اللہ علیہ) ۵۴
آیت اللہ العظمیٰ سید یوسف مدنی تبریزی (رحمت اللہ علیہ) ۵۶
آیت اللہ العظمیٰ حسین مظاہری (دامت برکاتہ) ۵۷
آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی (دامت برکاتہ) ۵۹
آیت اللہ العظمیٰ سید عبد الکریم موسوی اردبیلی (دامت برکاتہ) ۶۰

آیت اللہ العظمیٰ بشیر نجفی (دامت برکاتہ) ۶۲
آیت اللہ العظمیٰ نوری ہمدانی (دامت برکاتہ) ۶۴
آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی (دامت برکاتہ) ۶۶
آیت اللہ شیخ محمد مہدی آصفی (دامت برکاتہ) ۶۸
آیت اللہ محمد ہاشم صالحی (دامت برکاتہ) ۷۱
آیت اللہ آصف محسنی (دامت برکاتہ) ۷۳
آیت اللہ محمد رضا مہدوی کنی (رحمت اللہ علیہ) ۷۴
آیت اللہ محمد یزدی (دامت برکاتہ) ۷۶

مقدمہ

آج دنیائے اسلام، تاریخ کے اہم ترین اور حساس ترین مرحلہ سے گزر رہی ہے۔ایک طرف اسلامی بیداری کی وسعت اور اغیار سے تنگ آنے والے مسلمانوں کی اسلام کی چاہت پورے عالم اسلام پر محیط ہو چکی ہے تو دوسری طرف اسلام کے سرسخت دشمن، حیات بخش آئین سے مقابلہ کرنے کے لیے، اپنی تمام تر طاقت کے ساتھ میدان میں اتر چکے ہیں۔اسلام کے دشمنوں کو اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے کہ اسلام کی خالص اور روح بخش تعلیم اگر مسلمانوں میں عام ہو گئی تو استعمار اور سامراج کے لیے کوئی جگہ نہ رہ جائے گی اور دین مبین اسلام، عالمی دین ہو جائے گا۔

لیکن بدقسمتی سے بیرونی دشمن کے ساتھ ساتھ ،آج اسلامی معاشرے کے پیکر اور اسلامی بیداری پر جس چیز نے ناقابل تلافی ضرب لگائی ہے، وہ فتنۂ تکفیر ہے۔کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جس دن تکفیریوں کے آلودہ ہاتھ ،بے معنی بہانوں کو لے کر، مسلمانوں کا پاک و پاکیزہ خون زمین پر نہ بہائیں، یا مقدس مقامات اور مسلمانوں کے تشخص کو ویران نہ کریں۔ خوارج کی طرح قرآن کریم کی آیتوں کا غلط استعمال کرکے مسلمانوں کو قتل وغارت کرتے ہیں اور حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے بقول "كلمة حق يراد بها الباطل" دینی معارف کی من مانی تفسیر کرکے مسلمانوں کی جان، مال اور ناموس کی حرمت پامال کرتے ہیں۔

وہ لوگ ارباب مذاہب کی طرف بعض چیزوں کی نسبت دے کر اور اسی طرح سے عوام کے غیر مناسب عمل کو مبالغہ آمیزی سے بیان

کرکے مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور تفرقہ کی آگ کو ہوا دیتے ہیں اور مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگاتے ہیں اور اس طرح کے افعال سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور بد اعتمادی کی فضا کو فروغ دیتے ہیں۔

چونکہ علماء اور مراجع عظامِ تقلید اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کے مطیع افراد اسلامی مذاہب کے مقدسات کی اہانت اور تمام اسلامی مذاہب کے پیروکاروں کی تکفیر کو جائز نہیں سمجھتے اور واضح طور پر اس طرح کے اعمال کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے، اس کے علاوہ بہت سے مفکرین اور شیعہ علماء نے بھی اسی طرح کا نظریہ پیش کیا ہے، لہٰذا نمائندگی ولی فقیہ در امور حج و زیارات نے چاہا کہ تکفیریوں کے مظالم کا نظریاتی مقابلہ کرنے کے لیے، ان فتوؤں اور نظریات کی اشاعت کے ذریعہ، تقریب مذاہب اسلامی کے اصولوں کو مستحکم کرنے اور تمام مذاہب کے علماء و مفکرین کو ایک دوسرے سے نزدیک کرنے کا اہم قدم اٹھایا جائے۔

موجودہ کام میں، مراجع عظام تقلید کے فتوؤں اور بعض علماء و مفکرین اسلام کے نظریات کے علاوہ، قرآن، روایات اور مفکرین اسلام کی نگاہ سے فتنہ تکفیر کا مجموعی جائزہ لیا جائے گا۔ ہم مسلم دنیا کے تمام علمائے کرام کی کوششوں اور تعاون سے فتنۂ تکفیر کے فکر و عمل کی نابودی کو مشاہدہ کرنے کی امید کرتے ہیں۔

حج وزیارت ریسرچ سینٹر

فتنہ تکفیر اسلامی نقطۂ نگاہ سے

۱۔ تکفیر کا تاریخی پس منظر

الف) خوارج منادیان تکفیر

عالم اسلام میں فتنہ تکفیر، خوارج نام کے ایک گروہ سے شروع ہوا۔ خوارج مسلم دنیا کا پہلا انحرافی رجحان تھا جس نے ایمان کی غلط اور تخریبی تفسیر پیش کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں خوارج کے وجود میں آنے کی پیشین گوئی فرمائی تھی:

یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیة[۱] دین سے اسی طرح خارج ہو جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے خارج ہو جاتا ہے۔

اگرچہ خوارج نے جنگ صفین میں حکمیت کے معاملہ میں اسلام سے اپنا راستہ الگ کر لیا تھا اور اس زمانے میں صرف ایک سیاسی گروہ شمار ہوتے تھے، لیکن اپنے غیر معمولی رویوں کا جواز پیش کرنے کے لیے انھوں نے آہستہ آہستہ خاص اعتقادی اصولوں کو اپنایا۔ مختلف عقیدوں کے ساتھ ساتھ جو چیز سب سے زیادہ خوارج کے اعتقادی افکار کی تشکیل کا سبب بنی اور جس سے دوسرے فرقے وجود میں آئے وہ ہے ایمان کی غلط تفسیر۔ انھوں نے ایمان کی ایسی تفسیر کی جس کی رو سے انہیں تمام مسلمان کافر نظر آنے لگے، بیشک

۱۔ محمد بن عبدالکریم الشہرستانی "الملل والنحل"، ج۱، ص ۱۳۴۔

وہی عالم اسلام کا پہلا تکفیری گروہ ہے[۱]۔

خوارج کی اعتقادی بنیاد "ازارقہ "[۲] کے دور میں "محکمۃ الاولیٰ "[۳] کے بعد پڑی جس بنیاد کا اہم عنصر "ایمان و عقیدہ کی ہمراہی" تھا۔ خوارج کے عقیدے کے مطابق، ایمان تین حصوں پر مشتمل ہے: تصدیق (زبانی اقرار)، تصدیق قلبی اور تصدیق عملی۔ اس تعریف کے مطابق، اگر کوئی شخص زبان اور دل سے خدا پر ایمان رکھتا ہو، لیکن گناہ انجام دے تو اس کا ایمان ختم ہو جائے گا اور وہ کافر ہو جائے گا۔ ان اصولوں کی بنا پر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ:

۱. ان کے مخالفین کافر ہونے کے ساتھ ساتھ مشرک بھی ہیں۔[۴]
۲. قاعدین خوارج (یعنی خوارج کے وہ لوگ جو جنگ نہیں کرتے تھے) کافر ہیں۔[۵]
۳. مخالفین کی سرزمین، دارلکفر ہے۔[۶]
۴. کافر واجب القتل ہیں۔ کافروں کی عورتوں اور بچوں کا خون

۱۔ خوارج اور اس سے وابستہ گروہوں کے طریقۂ تشکیل سے آشنائی کے لیے طاہر بن محمد البغدادی کی کتاب "الفرق بین الفرق"، ص ۷۲ - ۹۵ کا مطالعہ کریں۔
۲۔ "ازارقہ" ایک گروہ تھا، جس کا رہبر "نافع بن ازرق" تھا اور قدرت اور تعداد کے اعتبار سے خوارج کا یہ سب سے بڑا گروہ تھا۔ البغدادی "الفرق بین الفرق"، ص ۸۲۔
۳۔ "محکمۃ الاولیٰ" خوارج کا سب سے پہلا گروہ تھا جو حکمیت کی مخالفت میں وجود میں آیا اور اسی لیے اسے محکمۃ الاولیٰ کہا جاتا ہے۔ البتہ اس وقت تک خوارج کی اعتقادی حدیں صاف و شفاف نہیں تھیں: بغدادی "الفرق بین الفرق"، ص ۷۴ - ۷۸۔
۴۔ البغدادی "الفرق بین الفرق"، ص ۸۳۔
۵۔ گذشتہ حوالہ۔
۶۔ گذشتہ حوالہ، ص ۸۴۔

بہانا بھی جائز ہے۔[1]

جو شخص خوارج کے لشکر میں شامل ہوتا تھا وہ اسے آزماتے تھے، اس طرح سے کہ اپنے دشمنوں کا ایک اسیر اس کو دیتے اور اس سے کہتے کہ اسے مار ڈالو، اگر وہ اسے مار ڈالتا تو اس کی تصدیق کرتے تھے لیکن اگر وہ اسے قتل کرنے سے انکار کر دیتا تو وہ اسے منافق اور مشرک شمار کرتے اور اسے قتل کر دیتے تھے۔[2] انھوں نے امیر المؤمنین علیہ السلام کو شہید کیا، اس دلیل سے کہ وہ ثالثی (حکمیت) قبول کرنے کی وجہ سے کافر ہو گئے ہیں اور انھیں قتل کر دینا چاہیئے۔[3]

اس طرح کے عقیدوں کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں کی جان، مال اور ناموس کو پامال کرتے ہیں اور تمام اسلامی سرزمینوں کو کفرستان شمار کرتے ہیں جبکہ وہ لوگ بظاہر اسلام کے پابند ہوتے ہیں۔ ان کے بہت سے لوگ قائم باللیل اور صائم بالنہار تھے، لیکن جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی، مفہوم ایمان کی غلط تفسیر کے نتیجے میں دین سے خارج ہو گئے، آج صرف ان کا نام رہ گیا اور بس۔

ب) چوتھی صدی اور مسلمانوں کا قتل

خوارج کی نابودی کے بعد سے چوتھی صدی تک، مسلمانوں کے درمیان تکفیر کا رواج نہیں تھا اور اگر بعض مذہبی رہنماؤں کی طرف

۱۔ گذشتہ حوالہ، ص ۸۳۔

۲۔ گذشتہ حوالہ۔

۳۔ البتہ خوارج کے دوسرے عقائد بھی ہیں منجملہ حاکیت الٰہی کا مسئلہ یا نظریۂ "لاحکم الاللہ" لیکن چونکہ ہماری بحث سے مربوط نہیں ہے لہٰذا اسے ذکر نہیں کیا گیا۔ تفصیلی معلومات کے لیے عبدالکریم شہرستانی، "الملل والنحل"، ج۱، ص۱۳۱ کا مطالعہ کریں۔

سے یہ زبان استعمال ہوتی بھی تھی تو کبھی مرحلہ عمل کی نوبت نہیں آتی تھی اور مسلمانوں کے جان و مال کو مباح نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن چوتھی صدی میں حسن بن علی بن بربھاری (تاریخ پیدائش ۲۳۳ یا ۲۵۲ ھ ق) نام کے ایک شخص نے فتنۂ تکفیر کو مسلم دنیا میں دوبارہ زندہ کیا۔ وہ شخص خود کو حنبلی کہتا تھا اور اس عنوان کا غلط استعمال کرکے دوسرے مسلمانوں کی تکفیر کرتا تھا، ابن اثیر نے اپنی تاریخ میں ۳۲۳ ہجری (۳۱۳ شمسی) کے واقعات کے بارے میں اس طرح لکھا ہے:

> اس سال بغداد میں ان لوگوں کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ بدر خرشنی (پولیس افسر) نے ۱۰ جمادی الثانی کو حکم دیا کہ بغداد پل کے دونوں طرف یہ اعلان کر دیا جائے کہ بربھاری کے دو آدمی میں بھی ایک ساتھ نہ رہیں اور انھیں اپنے مذہب کے متعلق مناظرہ کرنے کا حق بھی نہیں ہے؛ ان کے امام جماعت نماز صبح، مغرب اور عشاء میں بسم اللہ کو بلند آواز سے پڑھیں۔ پولیس افسر کا یہ عمل مفید ثابت نہیں ہوا؛ بلکہ بربھاری کے ساتھیوں کی فتنہ انگیزی اور بڑھ گئی۔ بربھاری کے ساتھیوں نے ان نابیناؤں کو جو مسجد میں رہتے تھے، مجبور کیا کہ جو شافعی بھی مسجد میں داخل ہو اسے اتنا مارو کہ وہ مر جائے ... بربھاری اور اس کے مرید، نہی عن المنکر کے بہانے لوگوں کے گھروں پر چھاپہ مارتے؛ اگر شراب پاتے تو اسے زمین پر پھینک دیتے؛ گانا گانے والی عورت کو پاتے تو اس کا ساز توڑ دیتے اور اسے مارتے، لوگوں کے خرید و فروش میں مداخلت کرتے، اگر کسی مرد یا کسی لڑکے کو

کسی عورت کے ساتھ دیکھتے تو اس سے پوچھ تاچھ کرتے اور اگر یہ سمجھ جاتے کہ وہ اس کا رشتہ دار نہیں ہے تو اسے اسیر کر لیتے اور اس کے خلاف گواہیاں اکھٹی کرتے، یہاں تک کہ بغداد میں افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا۔ خلیفہ نے متعدد اطلاعیوں میں بربھاری اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے شیعوں کی تکفیر اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے قبور کی زیارت پر لگائی جانے والی پابندی پر اعتراض کیا اور انھیں سخت دھمکی دی۔ [۱]

بعض روایتوں کے مطابق، اسی سال بربھاری اور اس کے ساتھیوں نے اپنے کچھ ساتھیوں کی گرفتاری کے احتجاج میں دوکانوں کو لوٹا اور آگ لگادی [۲] اسی لیے ان کا تعاقب کیا گیا، بربھاری بھاگ گیا لیکن اس کے ساتھیوں کو سخت سزا ملی [۳]۔ اگرچہ یہ کہا جاتا ہے کہ بربھاری مرتے دم تک چھپا رہا [۴] لیکن "صولی" نے ۳۲۶ ہجری (۳۱۶ قمری) میں اسے دیکھا اور اس سے گفتگو کی۔ دوسری رپورٹ کے مطابق اس زمانے میں (تقریباً ۳۲۶ سے ۳۲۷ ہجری یعنی ۳۱۶ سے ۳۱۷ شمسی تک) اس کی سرگرمیاں جاری تھیں۔ صولی نے ایک مقام پر، بربھاری کی موت پر، فتنوں کے ختم ہونے کی وجہ سے خوشی کا اظہار کیا ہے۔

۱۔ ابن اثیر "الکامل فی التاریخ"، ج۷، ص۱۱۳ و ۱۱۴؛ ابو علی مسکویہ "تجارب الامم و تعاقب الھمم" ج۵، ص۱۸۳۔

۲۔ محمد صولی "الاوراق، اخبار الراضی باللہ"، ص۶۵۔

۳۔ شمس الدین ابو عبداللہ ذہبی "سیر اعلام النبلاء"، ج۱۵، ص۹۲۔

۴۔ خلیل الصفدی "الوافی بالوفیات"، ج۱۲، ص۹۰۔

ج) عصر حاضر میں فتنہ تکفیر

بربھاری کے بعد فتنہ تکفیر کا شعلہ مدھم پڑ گیا اگر چہ ابن تیمیہ جیسے بعض افراد نظریہ کی حد تک تکفیری افکار کو مسلم دنیا میں پھیلاتے رہے، لیکن یہ فکریں مقام عمل میں نہیں آئیں اور مسلمانوں کی خونریزی کا سبب نہیں بنیں۔ لیکن بارہویں صدی میں تکفیر کی آگ دوبارہ شعلہ ور ہوئی اور بہت سے مسلمانوں (جن میں اکثریت اہل سنت کی تھی) کو اپنے لپیٹ میں لے کر جلا کر خاک کر دیا۔ آج بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ تکفیری گروہ، انھیں افکار و نظریات کی بنیاد پر مسلمانوں کا خون بہاتے ہیں اور کبھی کبھی پوری قساوت اور دہشت انگیز طریقوں سے مسلمانوں حتیٰ عوتوں اور بچوں کو قتل کرتے ہیں۔

جب کہ اسلامی فکر میں مسلمانوں کی تکفیر کی سخت ممانعت ہے اور بزرگ علمائے اسلام نے اس کی مذمت کی ہے۔

۲۔ اسلامی فکر میں تکفیر

الف) اسلامی فکر میں انسان کا احترام

اسلامی فکر میں انسان کی جان و مال محترم اور عزیز ہے:

﴿مِنْ أَجْلِ ذَٰلِكَ كَتَبْنَا عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّهُ مَن قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيعًا﴾ (سورہ مائدہ، آیت ۳۲) اسی بنا پر ہم نے بنی اسرائیل پر لکھ دیا ہے کہ جو شخص کسی نفس کو، کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین پر فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے گا اس نے گویا سارے

انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک نفس کو زندگی دے
دی اس نے گویا سارے انسانوں کو زندگی دے دی۔

ب) مسلمان کا احترام

انسانوں کی عظمت اپنی جگہ، اسی کے ساتھ مؤمنوں کے قتل کا عذاب بھی دوگنا ہے:

﴿وَ مَن يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللّهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَأَعَدَّ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا﴾ (سورہ نساء، آیت ۹۳) اور جو بھی کسی مومن کو قصداً قتل کر دے گا اس کی جزا جہنم ہے۔ اسی میں ہمیشہ رہنا ہے اور اس پر خدا کا غضب بھی ہے اور خدا لعنت بھی کرتا ہے اور اس نے اس کے لیے عذاب عظیم بھی مہیّا کر رکھا ہے۔

دوسری طرف قرآن کی نگاہ میں ایمان و کفر کا معیار، اسلامی شعائر کا اظہار اور مسلمان ہونے کا اقرار ہے۔ اس صورت میں کسی کو اس کی توہین کرنے کی اجازت نہیں ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللّهِ فَتَبَيَّنُواْ وَلاَ تَقُولُواْ لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلاَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (سورہ نساء، آیت ۹۴) اے ایمان والو! جب تم راہِ خدا میں جہاد کے لیے سفر کرو تو پہلے تحقیق کر لو اور خبر دار جو اسلام کی پیش کش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تم مؤمن نہیں ہو تم صرف دنیاوی مفاد کے چاہتے ہو۔

اس آیت کے شأن نزول میں بیان کیا گیا ہے کہ غزوۂ خیبر کے بعد،

پیغمبر گرامی اسلام ﷺ نے اسامہ بن زید کو کچھ لوگوں کے ساتھ، فدک کے مضافات میں یہودیوں کی ایک بستی میں بھیجا تاکہ وہ انھیں اسلام کی دعوت دے۔ "مرداس بن نہیک" نام کے ایک یہودی کو جب اسامہ کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے رشتہ داروں اور اموال کو ایک پہاڑی کے نزدیک اکٹھا کر دیا اور اسامہ کے سامنے حاضر ہو کر کہا: "**أشهد أن لا اله اللّه وأن محمداً رسول اللّه**" اسامہ نے اسے قتل کر دیا۔ واپسی پر رسول خدا ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور پورا ماجرا بیان کیا۔ پیغمبر اسلامؐ نے ان سے فرمایا: "تم نے ایسے شخص کو قتل کر دیا کہ جس نے **لا اله الا اللّه و انّي رسول اللّه** کی شہادت دی؟!"

اسامہ نے کہا: "اے رسول خداؐ! اس نے قتل ہونے کے خوف سے شہادت دی"۔ پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا: "کیا تم نے اس کا دل چاک کر کے دیکھا کہ اس کے دل میں کیا ہے؟"۔[۱]

بہت سی روایتیں ہیں کہ جن میں مسلمانوں کو اپنے ہم مسلک کی تکفیر سے روکا گیا ہے۔

پیغمبر اسلامؐ نے ایمان و کفر کی سرحدوں کو اس طرح بیان فرمایا:

أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا اللّه. فاذا قالوها، وصلوا صلاتنا، واستقبلوا قبلتنا، وذبحوا ذبيحتنا، فقد حرمت علينا دماؤهم و اموالهم.[۲]

مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے کلمۂ توحید پڑھنے

۱۔ محمد باقر مجلسی "بحار الانوار"، ج ۲۲، ص ۹۲۔

۲۔ صحیح بخاری "الصلاۃ"، باب ۲۸، ص ۱۰۸، ح ۳۹۲۔

تک جنگ کروں۔ جب لوگ کلمۂ توحید پڑھ لیں اور ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کرکے نمازیں پڑھنے لگیں اور ہماری طرح قربانی کرنے لگیں تو ان کی جان و مال ہمارے لیے حرام ہو جائے گی۔

جنگ خیبر میں جب پیغمبر اکرمؐ نے قلعۂ خیبر کو فتح کرنے کے لیے، پرچم حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کے سپرد کیا تو حضرتؑ نے دریافت کیا: "ان سے کب تک جنگ کروں؟"

حضرتؐ نے فرمایا: جب تک کہ **لا اله الا اللّٰه و محمد رسول اللّٰه** کی شہادت نہ دیں۔ جب وہ ایسا کریں تو انکی جان و مال تمہاری طرف سے محفوظ ہے؛ مگر یہ کہ خلاف حق کوئی کام انجام دیں اور ان کا حساب وکتاب خدائے عظیم کے ذمہ ہے۔[1]

پیغمبر اسلامؐ نے اسی مضمون کو دوسرے مقام پر ان الفاظ میں بیان کیا:

كفوا عن اهل لا اله الا الله لا تكفروهم بذنب فمن اكفر اهل لا اله الا الله فهو الى الكفر اقرب.[2]

اہل لا الہ الا اللہ سے ہاتھ روک لو اور گناہوں کی وجہ سے ان کی تکفیر نہ کرو، جو شخص اہل لا الہ الا اللہ کی تکفیر کرے وہ خود کفر سے زیادہ نزدیک ہے۔

سماعہ بن مہران کے بقول، امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:

اسلام نام ہے لا الہ الا اللہ کی شہادت اور رسول خداؐ کی رسالت کی تصدیق کا؛ اس عقیدے سے خون محفوظ، نکاح

۱۔ مسلم نیشابوری" صحیح مسلم"، ج۴، ص۱۸۷۲ "فضائل الصحابہ"، ح۳۳۔
۲۔ سلیمان بن احمد، طبرانی "المعجم الکبیر"، ج۱۲، ص۲۷۳۔

اور میراث کا رابطہ برقرار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ لوگ ان چیزوں پر ایمان رکھتے ہیں۔[۱]

جو روایتیں مسلمانوں کو دوسروں کی تکفیر سے منع کرتی ہیں، فریقین کی حدیث کی کتابوں میں اتنی زیادہ ہیں کہ جو اس مختصر میں نہیں سما سکتیں۔[۲]

ج) اسلامی مفکرین اور مسئلہ تکفیر

اسلامی مفکرین کی نگاہ میں مسلمانوں کی تکفیر کی بہت زیادہ مذمت کی گئی ہے۔ بہت سے شیعہ علماء نے مسلمانوں کی تکفیر کے حرام ہونے کا فتویٰ دیا ہے؛ جن میں سے شیخ صدوق،[۳] شیخ حسن صاحب جواہر[۴]، آیت اللہ حکیم[۵]، آیت اللہ آملی[۶] اور علامہ مجلسی کی طرف اشارہ کیا جا سکتا ہے۔

شیخ صدوق کا عقیدہ ہے:

> اسلام نام ہے شہادتین پڑھنے کا؛ اس کے ذریعہ سے جان و مال محفوظ ہو جائے گی اور جو شخص کہے: **لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ**، اس کی جان و مال محفوظ ہو جائے گی۔[۷]

۱۔ کلینی "اصول کافی"، کتاب الایمان والکفر، ج ۲، ص ۱۹۔

۲۔ آیت اللہ جعفر سبحانی "کتاب الایمان والکفر" میں ان روایتوں میں سے بعض کا تذکرہ کیا ہے: جعفر سبحانی "الایمان والکفر"، ص ۶۳ و ۶۴۔

۳۔ شیخ صدوق "الھدایہ فی جوامع الفقھیہ"، ص ۴۷۔

۴۔ محمد حسن نجفی "جواہر الکلام فی شرح شرائع الاسلام"، ج ۶، ص ۵۸.

۵۔ سید محسن حکیم "مستمسک عروۃ الوثقی"، ج ۲، ص ۱۲۳۔

۶۔ محمد تقی آملی "مصباح الہدی فی شرح عروۃ الوثقی"، ج ۱، ص ۴۱۰ و ۴۱۱۔

۷۔ شیخ صدوق "الھدایہ" ص ۴۷۔

شیعوں کے ایک بزرگ عالم سید کاظم یزدی مرحوم فرماتے ہیں:

> کافر وہ ہے جو الوہیت یا توحید یا رسالت یا ضروریات دین میں سے کسی کا منکر ہو۔ البتہ دین کی کسی ضرورت کا انکار کرنے والا اس وقت تک کافر نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اس کے ضروری ہونے کی طرف متوجہ بھی ہو، اس طرح سے کہ اس کے انکار سے رسالت کا انکار لازم آئے۔[١]

آیت اللہ العظمیٰ خوئی مرحوم کا نظریہ:

> جو چیز اسلام کے لیے ضروری ہے اور جس سے طہارت اور جان ومال وغیرہ کا احترام منسلک ہے، وہ ہے: خدا کی وحدانیت، نبوت اور معاد کا ایمان، تمام اسلامی فرقے ان پر ایمان رکھتے ہیں۔[٢]

ایک شیعہ بزرگ عالم، سید عبدالحسین شرف الدین کہ جنہوں نے شیعوں کے نقطۂ نظر کی وضاحت میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں جیسے: "المراجعات" اور "النص والاجتہاد"، ان کی ایک قیمتی کتاب **"الفصول المہمۃ فی تألیف الامۃ"**[٣] ہے کہ جس میں انھوں نے شیعہ واہل

١۔ سید محمد کاظم یزدی "العروۃ الوثق"، ج١، ص٦٩۔

٢۔ سید ابوالقاسم خوئی، "التنقیح"، ج٣، ص٦٢۔

٣۔ یہ جناب شرف الدین مرحوم کی پہلی تألیف ہے کہ جو ١٣٢٧ ہجری (١٢٨٨ شمسی) میں لکھی گئی، اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ مسئلہ وحدت مولانا کے نظر میں کس قدر اہمیت کا حامل تھا کہ آپ نے اپنی پہلی کتاب کو اس موضوع سے مخصوص کر دیا۔ آقا بزرگ تہرانی کے بقول: فصول المہمہ لکھنے کے بعد علامہ شرف الدین اپنی عمر کے آخری لمحہ تک اس کوشش کو جاری رکھا اور اس سلسلہ میں سب سے زیادہ وسیع اور اعلیٰ پیمانے کا اہتمام کیا۔ (آقا بزرگ تہرانی، "طبقات اعلام الشیعہ"، تیسرا حصہ، جزء اول، ص١٠٨٠) اس کتاب کا پہلا ایڈیشن، لبنان کے ایک شہر صیداوی میں ١٣٣٠ہجری (١٢٩١ شمسی) میں دس فصل کی ایک جلد میں طبع ہوا جس کا محتویٰ یہ تھا: "آیات و روایات میں اجتماع اور وحدت کی ضرورت"؛ "ایمان و اسلام کے

سنت کی نگاہ سے فتنۂ تکفیر اور اس کے حرام ہونے کی تحقیق کی ہے۔

اہل سنت کے علماء میں، ابن حزم تکفیر کے متعلق پائے جانے والے نظریات کو چند حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ وہ "**الكلام في من يكفر ولايكفر**" [۱] کے عنوان سے ایک باب لکھنے کے بعد بیان کرتے ہیں:

> لوگوں کے درمیان اس باب میں اختلاف پایا جاتا ہے: ایک گروہ اعتقادی مسائل یا فتویٰ میں مخالفت کرنے والے کی طرف کفر کی نسبت دیتا ہے؛ ایک گروہ اپنے نظریے کے مطابق مخالف کے بعض نظریوں کو تکفیر اور بعض نظریوں کو فسق کا باعث سمجھتا ہے؛ ایک گروہ اعتقادی مسئلے میں مخالفت کرنے والے شخص کو کافر کہتا ہے اور احکام اور عبادات میں مخالفت کرنے والے کو نہ کافر سمجھتا ہے اور نہ فاسق، بلکہ اسے ایک معذور مجتہد سمجھتا ہے کہ جس سے اگر خطا سرزد ہوجائے لیکن اُسے نیت کی وجہ سے اجر ملے گا؛ ایک گروہ اس نظریے کو عبادات میں تسلیم کرتا ہے لیکن اعتقادی مسائل کے متعلق کہتا ہے کہ صفات الٰہی کے سلسلے میں ہر طرح کی مخالفت کا نتیجہ کفر ہے اور اس کے علاوہ میں

معنی"؛ "روایتوں میں شہادتین پڑھنے والوں کی جان کا محترم ہونا"؛ "اہل سنت کے ساتھ مل جل کر رہنے کی ائمہ معصومین علیہم السلام کی تاکید"؛ "موحدوں کے نجات کی حدیثیں"؛ "ایمان اہل توحید کے سلسلے میں اہل سنت کے علماء کا نظریہ"؛ "بزرگوں کا اجتہاد اور ان کی عدالت کا ثبوت"؛ "شیعوں کی تکفیر کا فتویٰ"؛ "شیعوں کی طرف ناروا نسبتیں" اور "اختلاف کے اسباب"۔ اس کے بعد مؤلف نے دو فصلوں (ساتویں اور گیارہویں) کو "روایتوں میں شیعوں کے لیے بشارت" اور "جاہلانہ تعصّبات کا خاتمہ" کے عنوان سے اضافہ کیا۔

۱۔ علی بن محمد (ابن حزم) "الفصل فی الملل والاہواء والنحل"، ج ۳، ص ۲۹۱، الکلام فی من یکفر ولایکفر۔

مخالفت کا نتیجہ فسق ہے۔[۱]

اس کے بعد وہ اپنا اور اہل سنت کے بزرگ علماء کا نظریہ پیش فرماتے ہیں:

> ایک گروہ کہتا ہے کہ اعتقادی مسائل یا فتویٰ میں نظریاتی اختلاف کی وجہ سے ہر گز کسی کو کسی مسلمان کی تکفیر اور تفسیق نہیں کرنا چاہیئے یہ ابن ابی لیلیٰ، ابو حنیفہ، شافعی، سفیان ثوری اور داؤد بن علی کا نظریہ ہے اور ہر اس صحابی کا نظریہ ہے کہ جس کے نظریات کا ہم کو علم ہے اور ہم کسی ایسے شخص کو نہیں پہچانتے جو اس نظریے کی مخالفت کرتا ہو۔[۲]

اس کے بعد، اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ سے نقل ہونے والی دو روایتوں کو شدت سے ضعیف شمار کرتے ہیں کہ جن میں مرجئہ اور قدریہ کو امت کا مجوس کہا گیا ہے اور امت کے ستر (۷۰) فرقے سے زیادہ میں تقسیم ہونے اور صرف ایک فرقہ کے بہشتی ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے۔ اس وقت فرماتے ہیں:

> جو شخص خبر واحد کی حجیت کا معتقد ہے، اس کی نظر میں یہ حدیثیں ضعیف السند ہیں، اس کا تو ذکر ہی کیا کہ جو خبر واحد کی حجیت کا معتقد نہ ہو۔[۳]

ابو الحسن اشعری کے شاگروں میں سے زاہر سرخسی نقل کرتے ہیں: ابو الحسن اشعری موت کے وقت ہمارے گھر میں تھے، ہم سے کہا

۱۔ گذشتہ حوالہ۔

۲۔ گذشتہ حوالہ۔

۳۔ علی بن محمد (ابن حزم) "الفصل فی الملل والاہواء والنحل"، ج ۳، ص ۲۹۲، الکلام فی من یکفر ولا یکفر۔

کہ ہمارے تمام دوستوں اور شاگروں کو جمع کرو، جب سب لوگ جمع ہو گئے تو کہا:

تم لوگ گواہ رہنا کہ میں کسی اہل قبلہ کی اس کی گناہوں کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتا، اس لیے کہ وہ سب ایک معبود کی عبادت کرتے ہیں اور سب پر اسلام کا احاطہ ہے۔[۱]

اس سلسلے میں شافعی (شافعیوں کے امام) کی عبارتیں بھی نقل کی گئی ہیں:

"میں کسی اہل ہوا و ہوس کی، اس کے گناہوں کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتا"؛ "میں کسی اہل قبلہ کی اس کے گناہوں کے اثر میں تکفیر نہیں کرتا"؛ اور "میں خطابیہ کے علاوہ تمام اہل بدعت کی شہادت کو قبول کرتا ہوں" [۲]

ابو جعفر طحاوی "عقیدۃ طحاویہ" (بہت سے اہل سنت علماء نے جس کی شرح لکھی ہے) میں لکھتے ہیں:

اہل قبلہ کو جب تک پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات پر ایمان رکھتے ہوں، مسلمان اور مؤمن کہا جائے گا... اور کسی اہل قبلہ کی گناہ کی خاطر اس وقت تک تکفیر نہیں کی جاسکتی جب تک کہ وہ اسے حلال شمار نہ کرے۔[۳]

قاضی عیاض (چھٹی صدی کے مالکی مسلک کے بزرگ علماء میں سے ہیں) کہتے ہیں:

اگر کوئی خداوند عالم کے سلسلے میں ایسی بات کہے جو اس کی

۱۔ سید عبدالحسین شرف الدین "الفصول المہمۃ فی تألیف الامۃ"، ص ۳۸۔

۲۔ "الفصول المہمۃ فی تألیف الامۃ" کے صفحہ ۳۲ سے نقل کیا گیا ہے۔

۳۔ ابو جعفر الطحاوی "العقیدۃ الطحاویۃ: بیان عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ"، ص ۲۰ اور ۲۱۔

شان اور عظمت کے خلاف ہو، لیکن دشنام اور خدا کا انکار اس میں نہ ہو اور کفر کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو، بلکہ اس کی یہ بات تأویل اور اجتہاد کی وجہ سے ہو تو وہ اہل بدعت ہو جائے گا؛ لیکن وہ ان موارد میں سے ہے کہ جس کی تکفیر میں سلف وخلف کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔[۱]

ملا علی قاری کے بقول (گیارہویں صدی کے حنفی عالم) ابن حجر کا عقیدہ تھا کہ:

حق یہ ہے کہ ماضی اور حال کے اکثر علماء کی نظر میں اہل بدعت اور اہل ہوا و ہوس کافر نہیں ہیں؛ مگر یہ کہ ان کی بات یا ان کا عمل صریحی طور پر کفر ہو؛ نہ یہ کہ اس کا ضمنی مفہوم کفر ہو، اس لیے کہ اگر دقت کی جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی مذہب کا لازمہ، اس مذہب کا حصہ نہیں ہوتا؛ اسی لیے تاریخ میں اس طرح کے لوگوں کے ساتھ شادی بیاہ، ان کے جنازوں کی نماز میت اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کے معاملوں میں دوسرے مسلمانوں جیسا برتاؤ کرتے تھے، اس لیے کہ اگرچہ وہ لوگ خطاکار اور گنہگار تھے اور انھیں فاسق اور گمراہ شمار کرنا چاہیئے لیکن انھوں نے اپنے کلمات میں کفر کا ارادہ نہیں کیا ہے۔[۲]

ملا علی قاری ابو حنیفہ کی "فقہ الاکبر" کی شرح میں تکفیر کے متعلق بعض علماء کے نظریات کو بیان کرنے کے بعد، اقوال کی جمع بندی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

۱۔ ابوالفضل عیاض الحیصبی "الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ"، ج۲، ص۲۷۲۔
۲۔ ملا علی بن سلطان القاری "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح"، ج۱، ص۲۸۴۔

> کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور بعض لوگوں کا ایسے لوگوں کو کافر کہنا جو خلق قرآن کے قائل ہیں یا رؤیت خدا کو محال جانتے ہیں یا صحابہ کو سب وشتم کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ، مشکل ہے؛ جس طرح سے کہ "العقاید" کے شارح کہتے ہیں کہ مشہور متکلمین اور فقہاء کا نظریہ ہے کہ کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کی جا سکتی۔[۱]

اس کے بعد وہ اہل ہوا و ہوس کی تکفیر کرنے والوں اور تکفیر کو ردّ کرنے والوں کے اقوال کی جمع بندی کرتے ہیں اور "شرح الہدایۃ" سے ابن ہمام کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> جان لو کہ جن اہل ہوا و ہوس کے کفر کا حکم ذکر کیا گیا ہے، ابو حنیفہ اور شافعی کے نظریہ کے مطابق، اس طرح کا عقیدہ ذاتاً کفر ہے، اس کے متکلم نے بھی کفر کہا ہے لیکن خود متکلم کی تکفیر نہیں کی جائے گی، کیوں کہ اس کا یہ نظریہ، حقیقت تک پہنچنے کی کوشش (اجتہاد) کا نتیجہ ہے...۔[۲]

تقی الدین سبکی، شافعی کے بزرگ عالم، کہتے ہیں:

> اے بھائی جان لو! اہل ایمان کی تکفیر کا اقدام اور اس کا اظہار سخت اور مشکل کام ہے، جو شخص اپنے دل میں ایمان رکھتا ہو اس کے لیے اہل ہوا و ہوس اور اہل بدعت کی تکفیر خطرناک ہے۔ کیوں کہ وہ لوگ لاالہ الااللہ و محمد رسول اللہ کہتے ہیں اور دوسروں کی تکفیر کرنا ہولناک اور

۱۔ ملا علی بن سلطان القاری "منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر"، ص ۴۲۵۔

۲۔ ملا علی بن سلطان القاری "منح الروض الازہر فی شرح الفقہ الاکبر"، ص ۴۲۸۔

خطرناک ہے...۔ [۱]

اور دوسرے مقام پر جب متکلمین اور فلاسفہ نے ان سے غالیوں، بدعت گزاروں اور اہل ہوا و ہوس کے بارے میں سوال کیا تو انھوں نے جواب دیا:

> جان لو! جو شخص خداوند عزوجل سے ڈرے، وہ یہ جرأت نہیں کر سکتا کہ ایسے شخص کی تکفیر کے لیے زبان کھولے جو لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ کہتا ہے...، کوئی کسی کی تکفیر نہیں کرتا مگر یہ کہ خود اصول دین سے باہر ہو جائے اور شہادتین کا منکر ہو جائے اور بالآخر دین اسلام سے خارج ہو جائے۔ [۲]

حتی کہ اہل سنت کے بعض بزرگ علماء اس حد تک گئے ہیں کہ خوارج جیسے گروہ کی بھی تکفیر سے پرہیز کرتے ہیں۔ جیسا کہ شارح صحیح مسلم جناب نووی فرماتے ہیں:

> جان لو کہ اہل حق کا نظریہ یہ ہے کہ کوئی اہل قبلہ اپنے گناہوں کی خاطر تکفیر نہیں کیا جائے گا اور حتی کہ خوارج اور معتزلہ جیسے اہل ہوا و ہوس اور اہل بدعت وغیرہ بھی تکفیر نہیں کئے جائیں گے۔ صرف وہ مرتد اور کافر شمار ہوگا جو ضروریات دین اسلام کے کسی ضروری حصہ کا انکار کرے۔ [۳]

۱۔ سید عبدالحسین شرف الدین "الفصول المہمۃ فی تألیف الامۃ"، ص۲۸۔
۲۔ سید عبدالحسین شرف الدین "الفصول المہمۃ فی تألیف الامۃ"، ص۲۹۔
۳۔ یحیٰ بن شرف النووی "شرح صحیح مسلم"، ج۱، ص۲۱۳۔

مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای (دامت برکاتہ) کا فتویٰ

موجودہ حالات میں مسلمانوں کے اتحاد پر موجود قاطع دلائل ہونے کی توجہ کے ساتھ حضرت عالی کی نظر میں اسلامی مذاہب کا اتباع کرنے والوں کے لئے "امت اسلامی" نام سے استفادہ کرنا کیسا ہے، جبکہ مذاہب اسلامی جیسے اہل سنت کے چاروں فرقے ،اسی طرح زیدیہ، ظاہریہ ،اباضیہ وغیرہ جو دین مبین اسلام کے اصول پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیا مندرجہ بالا ذکر شدہ فرقوں کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تکفیر کی حداور موجودہ زمانہ میں اُس کا کیا معیار ہے؟

ہم خدا وند سبحان سے حضرت عالی کے لئے اسلام اور مسلمانوں خاص طور سے شیعوں کی خدمت کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ توفیق کے خواہاں ہیں۔

مقام معظم رہبری آیت العظمٰی خامنہ ای کے دفتر کا جواب:

تمام اسلامی فرقے اسلامی امت کا ایک حصہ شمار کئے جاتے ہیں اور

تمام اسلامی امتیازات کے حامل ہیں۔اسلامی مذاہب کے درمیان تفرقہ ڈالنا قرآن کریم کی تعلیمات اور پیغمبر مکرم اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت کے خلاف ہے۔مزید یہ کہ یہ چیز مسلمانوں کے کمزور ہونے اور اسلام کے دشمنوں کو بہانہ بنانے کا باعث ہو گی۔اس بناء پر مذکورہ تمام فرقوں کی تکفیر کرنا کسی بھی وجہ سے جائز نہیں ہے۔

اہل سنت کے مقدسات کی توہین کے حرام ہونے کے متعلق معظم لہ کا فتویٰ:

شہر احساء (سعودی عرب) کے شیعہ علماء کے ایک گروہ نے جب رہبر عظیم انقلاب سے زوجہ پیغمبر اسلامؐ حضرت عائشہ کی شان میں توہین آمیز کلمات استعمال کرنے کے متعلق آپ کا نظریہ دریافت کیا تو آپ نے یہ جواب دیا: برادران اہل سنت کے مقدسات کی توہین نیز زوجۂ پیغمبر اسلامؐ (حضرت عائشہ) پر الزام تراشی حرام ہے۔

(تمام انبیاء بالخصوص پیغمبر اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کا یہی حکم ہے)

صوبہ کردستان کی عوام سے مقام معظم رہبری حضرت آیت اللہ العظمی خامنہ ای (دامت برکاتہ) کا خطاب

چند سال پہلے کردستان کے علاقہ میں ایک روشن فکر عالم نے نماز میں تقریر کرتے ہوئے کہا: خدا کی قسم! جو لوگ شیعہ کے پاس جا کراس کے دل میں سنی کے خلاف بغض و کینہ بھرتے ہیں اور سنی کے پاس جا کر اُس کے دل میں شیعہ کے خلاف بغض و کینہ بھرتے ہیں یہ لوگ نہ شیعہ ہیں اور نہ سنی، نہ شیعہ کو چاہتے ہیں اور نہ ہی سنی کو چاہتے ہیں یہ اسلام کے دشمن ہیں۔ البتہ وہ نہیں جانتے اور اُن میں سے بہت زیادہ ان چیزوں کو نہیں سمجھتے ہیں افسوس کی بات یہی ہے کہ وہ یہ کیوں نہیں سمجھتے۔

آج وہابی جماعت شیعوں کو کافر جانتی ہے، سنی اہل بیتؑ سے محبت کرنے والے کو بھی کافر جانتا ہے، سنی عرفانی اور قادری طریقوں کی اتباع کرنے والے کو بھی کافر جانتا ہے! اس غلط فکر کا سرچشمہ کہاں سے ہے؟ پوری دنیا میں تمام شیعہ، شمالی افریقا میں سنی شافعی یا مرکزی افریقا کے تمام ملکوں میں مالکی سب اہل بیت (ع) سے محبت کرنے والے

ہیں، یہ سب کافر ہیں! کیوں؟ چونکہ قاہرہ میں حسین بن علی کے مرقد کا احترام کرتے ہیں، رأس الحسین مسجد کو مقدس سمجھتے ہیں، اسی وجہ سے کافر ہیں! شیعہ کافر ہیں کیا سنی سقزی، سنندجی اور مریوانی بھی اگر قادری یا نقش بندی کے طریقوں سے رابطہ رکھتے ہوں تو وہ بھی کافر ہیں! یہ کیسی اور کونسی فکر ہے؟اس غلط اور مذموم فکر سے مسلمان بھائیوں کے درمیان کیوں اختلاف ایجاد ہو؟ بہت سے شیعہ بھی نادانی وغفلت یا کسی اپنی غرض کی وجہ سے اختلاف ایجاد کرنے کے لئے اہل سنت کے مقدسات کی توہین کرتے ہیں، ہم اس سلسلہ میں عرض کرتے ہیں: دونوں گروہوں کا یہ برتاؤ شرعی طور پر حرام اور قانون کے خلاف ہے۔

صوبۂ کردستان کے شیعہ اور سنی علماء اور طلباء سے حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای (دامت برکاتہ) کی ملاقات

ہم میں سے بعض افراد جب صلح کی بات کرتے ہیں تو ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم دشمن سے صلح کرنا چاہتے ہیں! ہم میں سے بعض افراد اس چیز سے غفلت کرتے ہیں کہ ہم کو خود اپنے میں مشغول کرنے کے لئے مذہبی اختلاف ایجاد کرنا دشمن کا کھینچا ہوا نقشہ اور سازش ہے، ایک شیعہ اپنی پوری طاقت ایک سنی کو زیر کرنے میں لگا دیتا ہے اور اسی

طرح ایک سنی اپنی پوری طاقت ایک شیعہ کو نیچا دکھانے میں صَرف کر دیتا ہے، یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور دشمن یہی چاہتا بھی ہے۔

فلسطین کی حمایت کرنے کے مسئلہ میں کوئی بھی ملک جمہوری اسلامی ایران کی خاک پا تک بھی نہیں پہنچ سکتا. اس کی پوری دنیا نے تصدیق کی ہے۔ یہاں تک کہ بعض عربی ممالک نے ناراض ہو کر داد و فریاد کرنا شروع کر دی اور کہنے لگے ایران یہاں پر اپنے اغراض و مقاصد کی تلاش و جستجو کر رہا ہے! البتہ اہل فلسطین نے اِن باتوں کی کوئی پروا نہیں کی۔ منجملہ غزہ اور ۲۲ دن تک ہونے والی جنگ کے موقع پر جمہوری اسلامی ایران کے ہر سطح کے فرد نے رہبر سے لے کر جمہوری صدر، مسئولین اور عوام نے مظاہرے کئے، مدد کے لئے رقم وغیرہ بھیجی، سب نے مل کر مظلوم اور مسلمان فلسطینی بھائیوں کی خدمت کی۔ ان مسائل کے درمیان ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ ایک وائرس (گروہ) ہے جو بالکل اُسی کے مانند کاپی کر رہا ہے، کچھ افراد بعض بزرگان، بعض علماء اور بعض محترم افراد کے پاس جا کر اُن سے کہتے ہیں کہ جناب آپ کس کی مدد کر رہے ہیں، اہل غزہ ناصبی ہیں! ناصبی یعنی اہل بیت (ع) کا دشمن۔ چند افراد نے یقین بھی کر لیا اور وہ پیغام لے کر آئے کہ جناب یہ کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ ناصبی ہیں۔ ہم نے کہا: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، شیطان رجیم و خبیث پر خدا کی لعنت۔ غزہ میں امام امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع) کی مسجد ہے، امام حسین (ع) کی بھی مسجد ہے تو یہ لوگ کیسے ناصبی ہیں؟ ہاں، سنی ہیں لیکن ناصبی نہیں ہیں، انھوں نے اس طرح کی باتیں کیں، اس طرح کا اقدام کیا اور اس طرح کام کیا۔ اس کے بالمقابل بھی ایک نقطہ ہے: ایک گروہ تیار ہوتا ہے، شہر قم جاتا

ہے اور وہاں شیعوں کی کتابوں پر نظر ڈال کر یہ کہے کہ دیکھئے جناب یہ ہیں شیعوں کی کتابیں۔ یا ایک نا سمجھ، غافل یا بد خواہ اعلان کرنے والا منبر پر جا کر اہل سنت کی مقدسات کی نسبت مہمل اور بری باتیں کہے انھیں کیسٹ میں ریکارڈ کرے، سی ڈیز تیار کروائے، یہاں اور وہاں نشر کر دے اور لوگ یہ کہیں کہ یہ شیعہ ہے۔اِس کو اُس کی نگاہ میں برا بناتے ہیں، اُس کو اِس کی نظر سے گرا دیتے ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ ﴿وَ تَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾ یعنی جب اختلاف پیدا ہو گیا، جب تفرقہ پیدا ہو گیا، جب ایک دوسرے کی نسبت سوء ظن ہو گیا، جب ہم ایک دوسرے کو خائن سمجھنے لگے تو پھر ظاہر سی بات ہے کہ ہم ایک دوسرے سے تعاون نہیں کریں گے، اگر تعاون کریں گے بھی تو ایک دوسرے سے مخلص نہیں ہوں گے۔ یہ وہی چیز ہے جس کی تلاش میں دشمن ہے۔ ہم سب شیعہ اور سنی علماء کو یہ سمجھنا اور درک کرنا چاہئے۔ یہ طبیعی ہے کہ دو مذہبوں میں بعض اصول اور بعض فروع میں ایک دوسرے سے اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اختلاف کا مطلب دشمنی نہیں ہے۔ بعض مقامات پر شیعوں کے فتوے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔ اہل سنت علماء کے فتووں میں بہت سے مقامات پر اختلاف پایا جاتا ہے لیکن اس کا لازمہ یہ نہیں ہے کہ جب ان کے درمیان اختلاف ہو جائے تو انسان ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے۔ اچھا! اُس کا مذہب یہ ہے، اِس کا بھی مذہب یہ ہے،۔۔۔ کسی شخص کو بھی یہ خیال نہیں کرنا چاہئے کہ اہل بیتؑ پیغمبرؐ شیعوں سے مخصوص ہیں وہ پوری دنیائے اسلام کے ہیں۔ کون شخص ہے جو فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) کو نہ مانتا ہو؟ کون شخص ہے جو حسنین (علیہما السلام) سید اشباب اہل الجنتہ کو قبول نہیں کرتا؟ اب

ایک انھیں واجب الاطاعۃ اور مفروض الطاعۃ امام مانتا ہے ایک نہیں مانتا لیکن انھیں قبول کرتا ہے۔یہ حقائق ہیں اِن کو سمجھنا چاہئے ،ان کو مرتب اور منظّم کرنا چاہئے۔البتہ بعض ان کو نہیں سمجھتے دشمن کو ابھار دیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ صحیح کام انجام دے رہے ہیں۔

﴿**قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمالاً ☆ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً**﴾ وہ خیال کرتے ہیں کہ اچھا کام کر رہے ہیں وہ اس سے غافل ہیں کہ دشمن کے لئے کام کر رہے ہیں۔یہ ہمارے زمانہ کی خصوصیت ہے۔

حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای (دامت برکاتہ) کا صوبہ کردستان کے سنندج کے میدان آزادی پر مجمع سے خطاب

۱۳۸۸/۲/۲۲

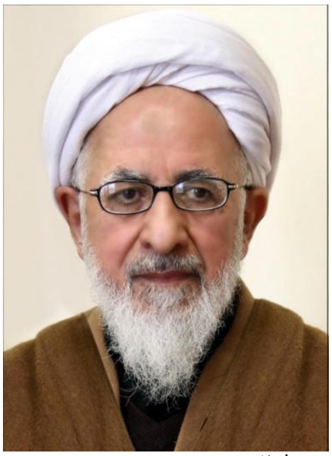

آیت اللہ العظمٰی عبد اللہ جوادی آملی (دامت برکاتہ)

مندرجہ ذیل عبارت اگست ۲۰۱۳ عیسوی کے پیام حج کا اقتباس ہے:

عالمگیر بین الاقوامی تمدن کے عنوان سے انسانی حقوق کی مراعات کرنا کہ جس میں کسی خاص الٰہی اورالحادی دین سے ہٹ کرانسانیت اورانسانی حقوق کے احکام کی بات کی جاتی ہے اوراس پر حاکم قانون، اس آیت کالب لباب ہے:

﴿لا يَنْهاكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ لَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَ تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (سورہ ممتحنہ، آیت ۸)

یعنی کوئی فرد یاملت کسی فرد یاافراد یاملت پر اولویت نہیں رکھتی اور کسی فرد یاملت کی حاکمیت کسی دوسرے پر ایک نا قابل قبول امر ہے وہ ملت جو کسی پر تجاوز و ظلم نہیں کرتی وہ عدل الٰہی کی حامل ہے اور مسلمان پر فرض ہے کہ وہ عدل الٰہی کا نفاذ کرے، احکام الٰہی کے نفاذ میں دنیا وآخرت کی سعادت پنہاں ہے اور یہ امر دوسروں کی ذمہ داری سے

خارج ہے خاص طور سے وہ امر جو معاد سے متعلق ہے جہاں ذرے ذرے کا حساب ہوگا۔ ہر ملت کے کچھ قابل احترام امور و عقائد ہوتے ہیں جس میں موحد و ملحد کی شرط نہیں ہے جس کی توہین اور دشنام طرازی سے پرہیز ضروری ہے کیونکہ اس بات سے قطع نظر کہ یہ ایک نفسیاتی ظلم ہے دوسری طرف حقوقی لحاظ سے بھی معاشرے کی مشکلات سے دوچار ہوں گے کیونکہ قرآن کریم نے اس سے منع کیا ہے:

﴿وَ لا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْواً بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلى رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِما كانُوا يَعْمَلُونَ﴾[1]

مشرکوں کے بتوں جو کہ ان کے خدا ہیں ان کی بدگوئی اور ان پر لعنت کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ مشرکین مومنوں کے سچے خدا کو جاہلانہ طور پر لعنت نہ کرنے لگیں اور لا علمی میں خدا پر لعنت کرنے کا راز یہ ہے کہ یہ لوگ ناآگاہانہ طور پر خدا کو مانتے تھے اور بتوں کی عبادت کا راز یہ تھا کہ وہ اصنام و اوثان کو قربت الٰہی کا ذریعہ سمجھتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ یہ اصنام خدا کے یہاں ان کی شفاعت کریں گے ۔ بہر کیف خدا کی بدگوئی کا ایک بہانہ رکھتے ہیں۔ جو کچھ آیت میں ذکر ہے اس میں ایک عمومی قانون کا ذکر ہے جس میں تینوں چیزیں شامل ہیں کہ کوئی اس بات کا حق نہیں رکھتا کہ وہ کسی کے مقدسات کی اہانت کرے تاکہ وہ پلٹ کر مومنوں کے مقدسات کی اہانت کریں۔

۱۔ سورہ انعام، آیت ۱۰۸۔

برائیوں سے جنگ اور نہی از منکر بطور "حسن" ہونا چاہئے اگر برائی کا علاج و روک تھام برائی سے کی جائے تو ایسے نہی پر پابندی لگنی چاہئے اور اس کو دیگر تمام برائیوں کی طرح اپنے سے دور کرنا چاہئے اس لئے کہ حق و صدق و خیر کی طرف دعوت اس سے ہم آہنگ روش کے ذریعہ ہونی چاہئے اس لئے کہ اچھا مقصد برے وسیلہ کی تاویل نہیں کر سکتا اور امر بہ معروف جو نہی کے راستے سے ہو اس کی ممانعت ہونی چاہئے اس لئے کہ مقصد اور وسیلہ میں چولی دامن کا ساتھ ہے گویا صراط مستقیم کبھی باطل نتیجہ پر ختم نہیں ہوگا اور باطل راہ کبھی مقصد حق پر انجام پذیر نہیں ہوگا[من حاول امرا بمعصية الله كان افوت لما يرجو واسرع لمجئ ما يحذر][1] کسی بھی قوم کے مقدسات کو چاہے باطل ہی کیوں نہ ہوں برا بھلا کہنا ایسا عمل ہے جس سے خدا نے منع کیا۔

خلاصہ یہ کہ:

۱۔ دین کا ایک عالمی منصوبہ ہے۔

۲۔ دین کا اہم ترین، عالمگیر حکم بین الاقوامی قانون کی پاسداری اور احترام ہے۔

۳۔ عمومی انسانی آداب میں سے ایک ، کسی بھی قوم و قبیلہ کی توہین نہ کرنا ہے اور انسانی کرامت کی حفاظت ہے۔

۴۔ صحابہ کو دشنام دینا، شیعہ یا سنی مقدسات کی تحقیر و توہین حرام اور اختلاف پروری ہے نیز امت مسلمہ کے اتحاد کی بنیاد کو منہدم کرنا

۱۔ الکافی، ج ۲، ص ۳۷۳۔

ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے لہٰذا سارے لوگ خاص طور سے حجاج کرام کو چاہئے کہ اس سے پرہیز کریں۔

۵۔ اتحاد کی ضرورت، اختلاف کی حرمت سے آگاہی اور ہر قوم و ملت کی تحقیر و توہین سے پرہیز آپ کے ملکوتی سفر کی سوغات ہونی چاہئے تاکہ عالم اسلام میں نسیم وحدت و عطر اتحاد کے سوا کسی اور چیز کا استشمام نہ ہو اس لئے کہ اندرونی عظمت کے زوال اور داخلی قوت کے انحطاط کے سبب خون آشام دشمن جو تاک میں بیٹھا ہے دفاعی قوت کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مذہب کے مراکز کو ویران اور معاشرے کو تباہ کر دے گا۔

﴿وَ لَوْ لا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوامِعُ وَ بِيَعٌ وَ صَلَوٰاتٌ وَ مَساجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيراً﴾[1]

۱۔ سورہ حج، آیت ۴۰۔

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد حسینی شاہرودی (دامت برکاتہ)

جس شخص نے کلمہ" **لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ**" کی گواہی دی وہ مسلمان ہے اس کی جان اور مال محفوظ ہے اس کا قتل کرنا اور اس کا مال لوٹنا جائز نہیں ہے۔ مسلمانوں کا قتل کرنا، ان کی تکفیر کرنا اور ان کے درمیان تفرقہ اور فتنہ ایجاد کرنا جائز نہیں ہے۔ اسلامی مقدسات کی حفاظت کرنا واجب ہے۔ مسلمانوں کے مقدس امور پہ تجاوز کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مؤمنین کی آبرو ریزی اور ان کی اہانت کرنا جائز نہیں ہے۔

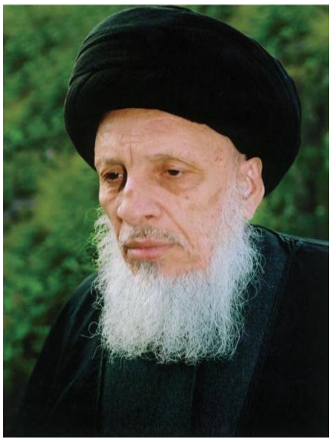

آیت اللہ العظمیٰ سیّد محمد سعید حکیم (دامت برکاتہ)

بسم الله الرحمن الرحيم
السلام علیکم و رحمة الله و برکاته

ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کی خاص طور پر اِن دو اہم موضوعات میں رہنمائی فرمائیں :

جو شخص زبان پر شہادتین جاری کرے ، قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھے اور آٹھ مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جعفری، زیدی، اباضی اور ظاہری) میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرے وہ مسلمان شمار کیا جاتا ہے،اُس کا خون ،آبرو اور مال محترم ہے ؟

آپ کے دفتر سے جواب :

"صحابہ اور دوسرے مسلمانوں کی تکفیر کرنا چاہے وہ کسی بھی مذہب کے ماننے والے ہوں، شیعوں کے اعتقادات میں سے نہیں ہے۔ یہ امر وحکم اسلام کی روح اور اُس کے ارکان پر مبتنی ہے۔ یہ مطلب شیعوں کے ائمہ (علیہم السلام) کی احادیث سے نقل ہوا ہے نیز اُن کے علماء کے فتوے اور اُن کے کلام سے سمجھا جاتا ہے"۔

ایک اور کسی مومن نے آپ سے سوال کیا:

ہم سے بہت سے مسلمان اور غیر مسلمان اسلامی مذاہب کے درمیان رابطہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ہم آپ سے ان دونوں سوالوں کے جوابات دینے کا تقاضا کرتے ہیں؟

۱۔جو شخص اسلامی مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، جعفری، زیدی، اباضی اور ظاہری) میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرے وہ مسلمان شمار کیا جاتا ہے؟

۲۔اسلام میں تکفیر کی کیا حد ہے ؟آیا کسی ایک مسلمان کا دوسرے معروف اسلامی مذاہب (جن کا پہلے سوال میں تذکرہ ہو چکا ہے) میں سے کسی ایک مذہب کا اتباع کرنے والے یا اشعریہ مذہب یا معتزلہ مذہب کا اتباع کرنے والے کی تکفیر کرنا جائز ہے ؟آیا صوفی مسلک کی پیروی کرنے والے کی تکفیر کرنا جائز ہے ؟

آپ کا جواب:

بسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ و له الحمد

۱۔ شہادتین کا اقرار اور دین کے فرائض اور واجبات جیسے نماز وغیرہ کا انجام دینا اس لئے کہ ہم انسان کو مسلمان سمجھیں ،کافی ہے۔ اس ترتیب سے دین اسلام کے احکام منجملہ خون ،مال وغیرہ کی حرمت اُس کے لئے صدق کرتی ہے۔

۲۔ اس سے پہلے ہم جو کچھ بیان کر چکے ہیں اُس میں اِس سوال کا جواب گزر چکا ہے۔

السيد محمد سعيد الحكيم

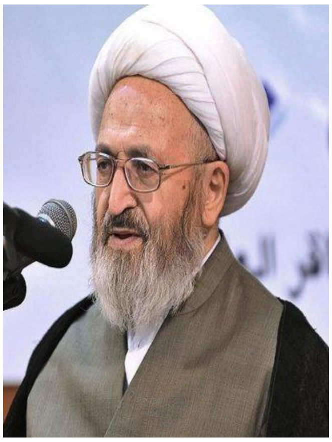

آیت اللہ العظمیٰ جعفر سبحانی (دامت برکاتہ)

﴿وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَ لا تَفَرَّقُوا﴾

اور سب خدا کی رسی (قرآن اور اسلام ،اور ہر طرح کے اتحاد کے وسیلہ) کو مضبوطی سے پکڑلو اور پراکندہ نہ ہو !

خداوند عالم مسلمانوں کو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دے رہا ہے۔چونکہ متفرق اور پراکندہ ہونے والی امت کنویں میں گر جانے والے شخص کے مشابہ ہے جو اس بات کا باعث ہوئی ہے کہ خداوند عالم نے کوئی دوسرا لفظ استعمال کرنے کے بجائے لفظ (حبل) رسی سے استفادہ کیا ہے۔کیونکہ ایسے شخص کی نجات کا راستہ صرف حبل سے متمسک ہونا ہے جو اُس کی نجات کے لئے کنویں میں لٹکادی گئی ہے۔

اس نکتہ و مطلب کی اہمیت کے لئے بس یہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے مسلسل کلمہ وحدت اور ہمبستگی کی تعریف کی ،اس کا حکم دیا اور تفرقہ کی مذمت کی ہے۔قرآن کریم نے تفرقہ کی مذمت میں یہاں تک کہہ دیا کہ درج ذیل آیۂ شریفہ نے اس کو آسمانی بلا و مصیبت میں شمار کرتے

ہوئے جگہ دی ہے:

﴿قُلْ ہُوَالْقَادِرُ عَلَی انْ یَبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِکُمْ اوْ مِنْ تَحْتِ ارْجُلِکُمْ اوْ یَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَیُذِیقَ بَعْضَکُمْ بَاسَ بَعْض﴾ (سورۂ انعام، آیت ۶۵)

"(اے رسول) تم کہہ دو وہی اس پر اچھی طرح قابو رکھتا ہے کہ تم پر عذاب تمہارے اوپر سے نازل کرے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یاایک گروہ کو دوسرے سے لڑا دے اور تم میں سے کچھ لوگوں کو بعض آدمیوں کی لڑائی کامزہ چکھادے"۔

اس بناء پر تمام مسلمانوں کو خداوند عالم کی کتاب کو اپناآئیڈیل ونمونہ قرار دینا چاہئے وہ متحد ہو جائیں اور تفرقہ کا باعث ہونے والی چیز سے پرہیز کریں۔خاص طور سے یہ زمانہ جس میں کفار اور استکباری طاقتیں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرکے اور ایک دوسرے کے ذریعہ اُن کاخون بہاکر اسلامی ملکوں پر تسلط اور اُن سے خداکی عطاکردہ نعمتوں کولوٹنے کی وجہ سے اپنے شیطانی اغراض ومقاصد محقق کرنے کے لئے سازش کرتے ہیں۔اس فعل سے وہ قابض حکومت میں امن وامان ایجاد کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی وجہ سے انھوں نے فلسطین عزیز اور قدس شریف کے سینہ پر کمند ڈالی ہے۔ تکفیر کا وجود براومذموم اور ناپسندیدہ وجود ہے کیونکہ تمام مسلمان واحد وایک خداکی پرستش کرتے ہیں خاتم الانبیاء کی رسالت اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔جس طرح بخاری نے اپنی صحیح میں غزوۂ خیبر کے متعلق کہاہے: مسلمانوں کے لئے اسی پر یقین کرلیناکافی ہے چاہے وہ مسلمانوں کے کسی ایک مذہب

کے موافق بھی نہ ہو۔امام اشعری نے مرتے وقت اپنے تمام شاگردوں کو جمع کرکے کہا: تم یہ گواہی دینا کہ میں نے اہل قبلہ (مسلمان) میں سے کسی ایک کی بھی تکفیر نہیں کی ہے، کیونکہ اُن سب نے ایک ہی خدا کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ سب اسلام کے پرچم کے نیچے تھے۔[۱] جو کچھ ہم نے بیان کیا اُس سے ہم پر یہ لازم ہوجاتا ہے کہ ہم دوسروں کے احساسات اور اُن کے اعتقادات کا احترام کریں اور اُن کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کریں جو تفرقہ ڈالنے کا باعث بنے اور جو دشمنی اور کینہ کے بیج کو ہر طرف پھیلا دے، کیونکہ ہمارے گذشتہ صالح افراد کی سیرت بھی اسی پایہ و ستون پر استوار تھی اور انھوں نے آلودہ فضامیں دوستی اور ایک ساتھ زندگی کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔

صحابہ پر سبّ و شتم کرنے کی ناحق نسبت جو شیعوں کی طرف دی جاتی ہے وہ ناجائز تہمت ہے۔شیعہ اس تہمت سے بریٔ الذمہ ہیں، صحابہ کی نسبت اُن کا نظریہ اور اُن سے مقابلہ کرنے کا آئیڈیل امام حسین (علیہ السلام) ہیں جنھوں نے ان تعبیروں کے ساتھ دعا کی ہے:

"اللّٰهُمَّ و اصحاب محمد خاصة،الذين احسنوا الصحبة، والذين ابلوا البلاء الحسن فنصره، و كانفوه، و اسرعوا الىٰ وفادته ،وسابقوا الىٰ دعوته"۔[۲]

والسلام علیکم ورحمة الله و برکاته
شہر مقدس قم، حوزۂ علمیہ جعفرسبحانی

۱۔ الیواقیت والجواہر نوشتہ شعرانی صفحہ ۸۵۔

۲۔ صحیفہ سجادیہ، حضرت کا پیغمبر اکرم (ص) کے مومنین پر درود۔

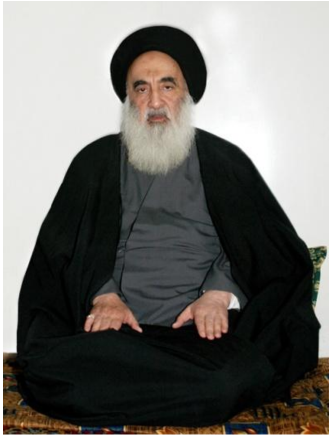

آیت اللہ العظمیٰ سیّد علی سیستانی (دامت برکاتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
﴿وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَ لا تَفَرَّقُوا﴾

آج عالم اسلام بہت دشوار گذار حالات سے گزر رہا ہے اور عظیم تلافی واہم مشکلات سے زور آزمائی کر رہا ہے ایسے نقصانات جو امت مسلمہ کے حال و مستقبل پر اثر انداز ہیں ایسے حالات میں تمام مسلمان حضرات عالمی سطح پر تمام قومی و قبیلائی اور مذہبی اختلافات کے سد باب کا احساس کر رہے ہیں اور ایسے اختلافات جن کی عمر کئی صدی ہے اور ان کا اب تک کوئی راہ حل نہیں نکل سکا ہے لہٰذا ایسے حالات میں یہ معقول نہیں ہے کہ علمی اور گرانقدر تحقیق کے بجائے ان اختلافی شعلوں کو ہوا دی جائے جب کہ یہ اختلافات کسی بھی طرح اصول دین اور ارکان عقائد نہیں ہیں تمام مسلمان وحدانیت خدا، رسالت حضرت محمد مصطفیٰ ؐ، معاد، قرآن کریم (جو تحریف سے محفوظ ہے) سنت رسول اکرمؐ پر احکام شرعی کے دو اہم مصدر کے عنوان سے ایمان رکھتے ہیں اور اسی طرح محبت و عصمت اہل بیتؑ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اس طرح دیگر مشترکات جو کہ عام مسلمانوں

کے درمیان پائے جاتے ہیں اور ارکان اسلام شمار ہوتے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ یہ مشترکات اتحاد بین المسلمین کے لئے بہترین سنگ میل ہیں بغیر کسی شک کے ان مشترکات پر بھروسہ کرنا ہوگا تاکہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد و محبت کے رابطے کو مستحکم بنا سکیں یا کم از کم ایک دوسرے سے دشمنی نہ کرکے اور مذہبی وقبیلائی تعصب سے پرہیز کرکے آپس میں مل جل کر جینے کا راستہ تلاش کریں۔

لہٰذا جن لوگوں کے دل، پرچم اسلام کی سربلندی اور مسلمانوں کی ترقی کے لئے تڑپ رہے ہیں وہ اس بات کی انتھک کوشش کریں کہ آپسی دوریوں اور سیاسی اختلافات میں کمی لائیں تاکہ ایک طرف مسلمانوں کے درمیان اختلاف میں اضافے سے رکاوٹ بنیں اور دوسری طرف دشمنوں کے ناپاک ارادوں کی کامیابی کا زینہ فراہم نہ ہوسکے جو اسلامی ممالک پر تسلط اور ان کے اموال کو یرغمال بنانا چاہتے ہیں ان کے مددگار نہ بنیں۔ نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ کچھ لوگ مذکورہ باتوں کے بالکل برخلاف عمل کررہے ہیں ان کی انتھک کوشش مسلمانوں کے درمیان قومی و مذہبی اختلاف پیدا کرنا ہے ان افراد نے ان آخری ایام میں اقتدار کے لئے سیاسی کشمکش کے شعلہ ور ہونے کے بعد اپنی کوششوں میں چندان اضافہ کردیا ہے ان لوگوں نے مذہبی اختلافات کو موضوع بنایا اور تخریبی روش واتہام کے ذریعہ ان اختلافات کو خاطر خواہ ہوا دی تاکہ اسکے ذریعہ اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب ہوسکیں ایک معین مذہب کی توہین اور اس کے پیروؤں کو تمام حقوق سے محروم کرنا مسلمانوں کے دلوں میں رعب و دہشت پیدا کرنا ان کا کمترین ہدف ہے اس ناپاک

عمل کے نفاذ میں بعض اطلاع رسانی کے مراکز (جن میں ٹی وی چینلز، ویب سائٹس، اخبارات ، جرائد سب شامل ہیں) نے تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ایسے فتووں کو داغا ہے جو عقل و شریعت سے دور اور عجائب روزگار ہیں جن میں بعض مذاہب کی توہین کی گئی اپنے خاص اہداف کی وصول یابی اور مقام عظمائے مرجعیت کو خدشہ دار کرنے ، مذہبی کینوں کو ہوا دینے کے لئے ان فتووں کی نسبت حضرت آیت اللہ العظمیٰ سیستانی دام ظلہ کی طرف دی ہے لہٰذا اس (دفتر کی) جانب سے یہ اعلان کیا جارہا ہے کہ آپ کے فتووں کا مجموعہ صرف آپ کی مشہور و موثق اور مہر شدہ کتابیں ہیں اور ان فتووں میں کسی بھی اسلامی مذہب کی توہین نہیں ہوئی ہے البتہ وہ افراد جن کو تھوڑی بہت بھی آشنائی ہے وہ اس طرح کے جھوٹ کو بہت جلد بھانپ لیتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ کے بیانات ان آخری برسوں میں اس طرح رہے ہیں جن کو مظلوم عراقی عوام نے بہتر محسوس کیا ہے اسی طرح اپنے مقلدین کو اس بات کی تاکید کی ہے کہ اہل سنت حضرات کے ساتھ محبت اور دوستی کا رشتہ قائم رکھیں۔آپ نے بارہا اپنے بیان میں تمام مسلمانوں چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی، اُن کی جان و مال کی حرمت و حفاظت کی تاکید کی ہے اور ان لوگوں سے لاتعلّقی کا اظہار کیا ہے جو کسی کا ناحق خون بہاتے ہیں۔ جو کچھ عرض کیا گیا ہے وہ مرجعیت کی عملی تصویر کو پیش کرتا ہے کہ دیگر اسلامی مذاہب کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔اگر تمام مسلمان حضرات اپنے مخالفوں کے ساتھ ایسا ہی برتاؤ کریں تو پھر کسی طرح کے قتل و غارت کو نہیں پائیں گے جب کہ کچھ دہشت گرد افراد بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور حاملہ عورتوں پر بھی رحم نہیں کرتے۔

خدایا! ان تمام فتنوں میں صرف تجھ سے پناہ مانگتے ہیں۔
بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہیں کہ تمام لوگوں کو امت مسلمہ کی خیر و صلاح کی جانب ہدایت فرمائے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

دفتر آیت اللہ العظمیٰ سیستانی
نجف اشرف

آیت اللہ العظمیٰ سید موسی شبیری زنجانی (دامت برکاتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو شخص (نواصب اور خوارج کے علاوہ) زبان پر شہادتین جاری کرے وہ مسلمان ہے اور اسلام کے احکام جیسے شادی کرنا اور ایک دوسرے کی میراث پانا اور جان و مال وغیرہ کا احترام کرنا۔۔۔اس کے بارے میں جاری ہوں گے، جو لوگ اسلام کی صفوں میں تفرقہ اندازی کرتے ہیں اور اسلامی فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں وہ حقیقت اسلام سے خارج و باہر ہیں نیز اگر وہ براہ راست استعمار کا عامل و سبب بھی نہ ہوں تو بھی وہ بیشک اہل استعمار کے برے اغراض و مقاصد کی خاطر اسلام کی بنیاد کو نیست و نابود کرنے، پیغمبر اسلامؐ کے دین کو اکھاڑ پھینکنے اور آنخضرتؐ کے اسم مبارک کو فراموش کئے جانے کے لئے حرکت کرتے ہیں۔ان گروہوں کے خود کش حملوں کے اقدامات صرف کافروں اور اسلام کے خلاف قسم کھانے والے دشمنوں کی خوشنودی کی خاطر ہوا کرتے ہیں:

﴿الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَہُمْ

يَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا﴾(سورۂ کہف، آیت ۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش زندگانی دنیا میں بہک گئی ہے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اچھے اعمال انجام دے رہے ہیں"

تمام مسلمان، اسلام کے دشمنوں کے مکر و حیلے سے آگاہ و باخبر ہوتے ہوئے خاتم الانبیاء کے دین کی سربلندی و عزت کی راہ میں پہلے سے زیادہ ثابت قدم اور کوشش کرنے والے رہیں گے، انشاء اللہ۔

سید موسیٰ شبیری زنجانی

رجب ۱۴۳۴ھ ق

آیت اللہ العظمیٰ صافی گلپایگانی (دامت برکاتہ)

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ﴾

جو شخص خداوند متعال کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء حضرت محمد بن عبداللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دے وہ مسلمان ہے، اُس کی جان، آبرو اور مال محترم ہے اور کسی شخص کو بھی دینی مقدسات کی توہین کرنے کا حق نہیں ہے نیز خودکش حملے اور مسلمانوں کا خون بہانے کے اقدامات کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

اسلام جو رحمت، محبت اور مہربانی کا دین ہے اس کی حقیقی صورت کی دنیاوالوں کے لئے نشاندہی کرانا مسلمانوں کا فریضہ ہے۔ سب کو پیارے اسلام کی ترقی اور پوری دنیا کے افراد کی ہدایت کے لئے ایک صف میں کھڑے ہو کر کوشش کرنا چاہئے اور قرآن کریم میں خیانت کرنے والے دشمنوں کی سازشوں کو اتحاد کے ذریعہ درمیان سے ختم کرنا اور اپنے اسلامی فریضہ پر عمل کرنا چاہئے۔

﴿إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ أَقدامَكُمْ﴾

والسلام علیکم و رحمة الله
لطف الله صافی گلپایگانی

آیت اللہ العظمیٰ سید محمد علی علوی گرگانی (دامت برکاتہ)

خداوند عالم کا فرمان ہے:

﴿**يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَ لا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ**﴾ (سورۂ بقرہ، آیت ۱۶۸)

تمام ادوار میں اسلام کا پیغام ہر طرح کی جسارت، تہمت اور بہتان سے پرہیز منطق اور گفتگو پر اعتماد کئے ہوئے تھا۔ جہاں پر اللہ فرماتا ہے:

﴿**ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنَ**﴾ اور یہ بھی فرماتا ہے:

﴿**وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ**﴾

اور موجودہ حالات میں اصل اسلام اور کلمہ "اللہ" کے دشمنوں نے تمام آسمانی ندا کے خاتمہ اور دنیا میں شیطانی حاکمیت کے لئے سازش رچی ہے، ہمیں اختلافات اور دشمنی کی فضا ایجاد کرنے والے راستے پر نہیں چلنا چاہئے کیونکہ اس کا نفع صرف عالمی استکبار اور بین الاقوامی صہیونزم کو ہے جس طرح گذشتہ زمانہ میں مختلف اسلامی فرقے مخصوص

افکار رکھنے کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ احترام اور مسالمت آمیز زندگی گزارتے تھے اور صرف جلسوں میں بحث و گفتگو اور منطقی مناظرے کیا کرتے تھے، آج بھی صلح کے ساتھ ایک ساتھ رہیں اور تمام دشمنوں کے مقابلے میں متحد ہوں لیکن ہم اُن انکار کرنے والے گروہوں کے عمل کو محکوم کرتے ہیں جو طرح طرح کے بہانوں سے دوسرے فرقوں خاص طور سے شیعہ فرقہ کے ساتھ دشمنی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، نیز دنیا کے مختلف مقامات جیسے پاکستان، افغانستان، عراق، سوریہ، انڈونیشیا اور دوسرے بعض مقامات پر مسلمانوں کو محکوم اور انھیں قتل کر دیتے ہیں ،اُن کے اس کام سے صرف عالمی استکبار خوش ہوتا ہے اور وہ اُن ہی کے راستہ پر گامزن ہیں اور قرآن کریم کے اس فرمان ﴿**لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ**﴾ کی صاف طور پر خلاف ورزی کرتے ہوئے اس عمل میں صہیونزم کو اپنا دوست بنا لیتے ہیں اور اُن ہی کی ہم آہنگی سے شیعوں کے خلاف تلاش و کوشش کیا کرتے ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم مسلمانوں کے معاشرے کو تفرقہ اور دشمنی سے دور رکھے۔

محمد علی علوی

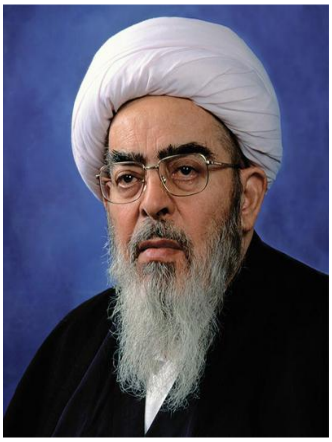

آیت اللہ العظمی محمد فاضل لنکرانی (رحمت اللہ علیہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

جیسا کہ حضرت عالی واقف ہیں کہ تیسرے عیسوی قرن کے شروع ہوتے ہی اہل مغرب (یورپ) نے مسلمانوں کے درمیان فتنہ انگیزی کا مصمم ارادہ کرلیا ہے اور وہ اسلام و مسلمانوں کی ڈراؤنی صورت میں نقشہ کشی کرنا چاہتے ہیں۔ان حالات میں اسلامی امت کے اتحاد کی حفاظت ہر زمانہ سے زیادہ ضروری دکھائی دیتی ہے۔

موجودہ حالات میں مسلمانوں کے اتحاد پر موجود قاطع دلائل ہونے کی توجہ کے ساتھ حضرت عالی کی نظر میں اسلامی مذاہب کا اتباع کرنے والوں کے لئے "امت اسلامی" نام سے استفادہ کرنا کیسا ہے، جبکہ مذاہب اسلامی جیسے اہل سنت کے چاروں فرقے ،اسی طرح زیدیہ، ظاہریہ ،اباضیہ وغیرہ جو دین مبین اسلام کے اصول پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیا مندرجہ بالا ذکر شدہ فرقوں کی تکفیر کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تکفیر کی حداور موجودہ زمانہ میں اُس کا کیا معیار ہے؟

ہم خداوند سبحان سے دعا گو ہیں کہ حضرت عالی اسلام اور مسلمانوں

خاص طور سے شیعوں کی خدمت کرنے کے لئے ان کی توفیقات میں دن بدن اضافہ کرے۔

جواب:

بسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

یہ تمام فرقے جب تک دین مبین اسلام کے کسی اصول یا ضرورت کا انکار نہ کریں یا خدا نخواستہ ائمہ اطہار علیہم السلام کی توہین نہ کریں تو اسلامی فرقوں میں شمار ہوں گے۔

محمد الفاضل اللنکرانی

آیت اللہ العظمیٰ سید یوسف مدنی تبریزی (رحمت اللہ علیہ)

بسمہ تعالیٰ

اسلام تمام ادیان اور خاص طور سے اسلامی مذاہب میں سے کسی بھی ایک مذہب کے اعتقادات کی توہین کرنا جائز نہیں جانتااور اسلامی امت کے درمیان اختلاف کا باعث اور مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان کا باعث ہونے والی ہر حرکت حرام اور شرع مقدس کے خلاف ہے۔

مسلمانوں کے خلاف خود کش حملے اور مختلف ملکوں میں اُن کی قتل و غارت گری، ہر صاحب شریعت اور آزاد انسان کے دل کو تڑپا دیتی ہے، یہ رافت و رحمت والے دین کے ساتھ کسی طرح بھی سازگار نہیں ہے اور دنیامیں اسلام کے چہرے کو مشکوک کرتا ہے۔

خداوند عالم مسلمانوں کو ظالموں اور مفسدوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

سید یوسف مدنی تبریزی

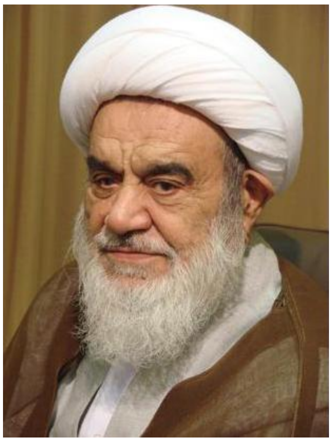

آیت اللہ العظمیٰ حسین مظاہری (دامت برکاتہ)

استفتائات اور سوالات کے جوابات

جو کچھ تحریر کیا گیا وہ تلخ حقیقت ہے جس پر پوری دنیا کے مسلمان خاص طور پر اسلامی مذاہب کے علماء نیز اسلامی ممالک کے رؤسا کو توجہ اور اس کا علاج کرنے کی چارہ جوئی کرنا چاہئے، اب اسلامی دشمن اور عالمی استکبار مسلمانوں کی صفوں میں خاص طور سے مذہبی اور عقیدتی اختلاف ایجاد کرتے ہوئے آئے دن اپنے تسلط وقبضہ کو وسیع اور محکم و مضبوط کرتا جارہا ہے قرآن کریم ان اختلافات کو اسلامی معاشرہ پر غالب آگ اور عذاب کے مثل جانتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ الْقادِرُ عَلى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذاباً مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعاً وَ يُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (سورۂ انعام، آیت ٦٥)

جیسا کہ قرآن کریم صاف طور سے فرماتا ہے کہ استکبار اور انسانیت و معنویت کے دشمن انسانوں پر مسلط ہو چکے ہیں اور یہ اسی اختلاف ایجاد

کرنے کا اثر ہے:

﴿إنَّ فِرْعَوْنَ عَلا فِي الْأرْض وَ جَعَلَ أهْلَها شِيَعاً﴾

اس بڑے درد اور عظیم بلاو مصیبت کا علاج قرآنی دستور ﴿تَعالَوْا إلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ﴾ پر عمل کئے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔

اس بناء پر جیساکہ ہم متعدد مرتبہ یاد دہانی کرا چکے ہیں کہ اختلاف ایجاد کرنا چاہے وہ فرد اور گروہ کے ذریعہ ہو نیز مذہبی احساسات کی تحریک کے ذریعہ ہو، خاص طور سے مسلمانوں کے مقدسات اور اعتقادات کی توہین اور پیغمبر (ص) عظیم الشان کا اتباع کرنے والوں کی صفوں کے درمیان تفرقہ ایجاد کرنا عقلی اور شرعی طور پر جائز نہیں ہے، اسی طرح تکفیر و متحجّر گروہوں کے ذریعہ تباہ و برباد کرنے والے اور خود کش حملوں کے اقدامات کرنا جو بے گناہ مسلمانوں کے قتل وغارت کا باعث ہوتے ہیں یہ برے اور غیر انسانی عمل ہیں جو ہر آزاد انسان کے دل کو رنج و غم پہنچاتے ہیں اور یہ بات مسلّم ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن اس طرح کے تمام اقدامات ہی چاہتے ہیں.

عالمی استکبار اس چیز کی تلاش میں ہے کہ اس طرح کے اختلافات برپا کرنے اور تفرقہ انگیز اقدامات سے عملی طور پر مسلمان اُن کے ساتھ ہو جائیں اور ظاہر ہے کہ دشمن اور عالمی استکبار کا اتباع کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے۔ خداوند عالم تمام مسلمانوں کو اختلاف اور تفرقہ ڈالنے کے شر سے محفوظ رکھے اور تمام افراد جو مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو محکم و مضبوط کرنا چاہتے ہیں منجملہ جناب عالی، خدا انھیں یہ توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام علیکم و رحمة الله و برکاته

حسین المظاہری

آیت اللہ العظمیٰ مکارم شیرازی (دامت برکاتہ)

بسمہ تعالیٰ

ہم متعدد مرتبہ یہ عرض کر چکے ہیں کہ اتحاد مسلمین اوراسلامی مذاہب کے درمیان مقارنت ہر زمانہ خاص طورپر موجودہ حالات میں اہم امورمیں سے ہے لہٰذا دوسروں کے مقدسات کی کسی بھی طرح سے توہین کرناشرعی طورپر جائز نہیں ہے۔ شیعہ اوراہل سنت کے اہم مسلمانوں کواس چیز کی حفاظت کرناچاہئے کہ وہ دشمنان اسلام کے چنگل میں نہ پھنس جائیں،مذہبی فتنہ وفساد بر پانہ کریں،خودکش حملوں کے اقدامات اوربے گناہ افراد کاخون بہاناگناہ کبیرہ،مفسد فی الارض کا کھلم کھلامصداق اورہمیشہ جہنم میں رہنے کا باعث ہے،نیزآئین رحمت ورافت والے دین کووحشی اورقبول نہ کئے جانے والے دین میں بدل دیتے ہیں خداوندعالم اہل خطااور گمراہوں کی ہدایت فرمائے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

ناصرمکارم شیرازی

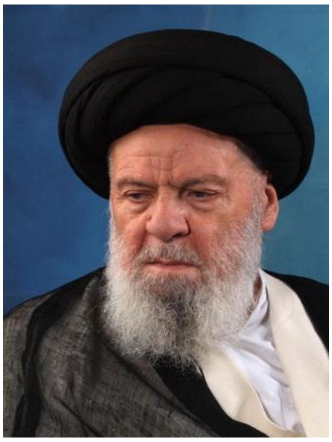

آیت اللہ العظمیٰ سید عبدالکریم موسوی اردبیلی (دامت برکاتہ)

﴿إِنَّ هٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً واحِدَةً وَ أَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ﴾

(سورۂ انبیاء، آیت ۹۲)

اتحاد اور بھائی چارگی خداوند عالم کی بیش بہا نعمتوں میں سے ہے، جس کی خداوند عالم نے یاد دہانی فرمائی ہے۔

﴿وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَاناً﴾ (سورۂ آل عمران، آیت ۱۰۳)

پیغمبر رحمت کی اتباع کرنے والا، خود کو مسلمان ہونے کا نام دینے والا کس طرح دوسروں کی جان، عزت و آبرو اور مال کو محترم شمار نہیں کرتا۔ جو لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ خونریزی اور وحشت کے ذریعہ اسلام کا دفاع کرتے ہیں وہ ایسے دھوکہ کھانے والے ہیں کہ انہوں نے خود کو ایسے آلات میں تبدیل کرلیا ہے جن سے اسلامی امت کے دشمنوں کے وسائل پورے ہوتے ہیں۔ آج دنیا میں مسلمانوں کے درمیان تفرقہ نہ صرف اُن کی شوکت و عظمت اور آرام کا خاتمہ کردے گا بلکہ وہ اہل دنیا کی

نظر میں اسلام کی توہین اور سستی کا سرمایہ ہوگا، مذہب اہل بیت علیہم السلام کے پیروؤں کو اس مہم پر دوسرے مسلمان بھائیوں سے زیادہ توجہ کرنا چاہیئے ۔ہم امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کی پیروی کرنے پر افتخار کرتے ہیں ۔ تشیع کی حقیقت اُس راستہ پر گامزن ہونا ہے جس کو اہل ایمان کے پیشوا نے طے کیا ہے، وہ امام دوسروں کی برائی اور توہین کو جائز نہیں جانتے تھے، ناسزا کہنے سے نہی فرماتے تھے،اُس سخی امام نے اسلام و مسلمانوں کے مفادات، مسلمانوں کے درمیان اصلاح کے راستہ ،تنازع دور کرنے اور اتحاد و بھائی چارگی کی دعوت دینے میں اعانت ومدد کی اور خود ملامت برداشت کی۔ہم امید کرتے ہیں کہ عام مسلمان مخصوصاً مکتب اہل بیت علیہم السلام کے پیروکار اِس پُرآشوب زمانہ میں امت کے مفادات کو فرقہ کے طور پر ہونے والے لڑائی جھگڑوں پر مقدم رکھیں گے۔ وحیانی تعلیمات اور رسول خداؐ کے ارشادات وفرامین کو اپنے اعمال کا سرنامہ قرار دیں گے۔

خداوند عالم دشمنان اسلام کے مکر و فریب کو خود اُن ہی کی طرف پلٹا دے۔

استفتائات دفتر حضرت آیة اللہ العظمیٰ موسوی اردبیلی

آیت اللہ العظمیٰ بشیر نجفی (دامت برکاتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم سے بہت سے مسلمان اور غیر مسلمان اسلامی مذاہب کے درمیان رابطہ کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ہم آپ سے ان دونوں سوالوں کے جوابات دینے کا تقاضا کرتے ہیں:

۱۔جو شخص اسلامی مذاہب (حنفی ،شافعی ،مالکی ، حنبلی ، جعفری، زیدی، اباضی اور ظاہری) میں سے کسی ایک مذہب کی پیروی کرے وہ مسلمان شمار کیا جاتا ہے؟

۲۔اسلام میں تکفیر کی کیا حد ہے؟آیا کسی ایک مسلمان کا دوسرے معروف اسلامی مذاہب (جن کا پہلے سوال میں تذکرہ ہو چکا ہے) میں سے کسی ایک مذہب کا اتباع کرنے والے یا اشعریہ مذہب یا معتزلہ مذہب کا اتباع کرنے والے کی تکفیر کرنا جائز ہے؟آیا صوفی مسلک کی پیروی کرنے والے کی تکفیر کرنا جائز ہے؟

باسمہ سبحانہ

۱۔جو شخص خداوند عالم کی وحدانیت کا اقرار کرے، محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رسالت و نبوت کی خاتمیت اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو، مندرجہ بالا امور میں سے کسی ایک امر کا انکار نہ کرتا ہو اور اپنے مسلمان ہونے کا اثبات کرتا ہو تو وہ مسلمان شمار کیا جاتا ہے۔ وہ اسلام کے تمام احکام کو شامل ہوگا،اس کی جان ،مال اور آبرو محترم ہے، تمام مسلمانوں پر اس کے مال اور آبرو کا دفاع کرنا واجب ہے۔ و اللہ الاعلم۔

۲۔جو شخص اپنی زبان پر شہادتین جاری کرے (یعنی خداوند عالم کی وحدانیت کی گواہی اور محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نیز قیامت کی گواہی دیتا ہو)اور جن امور کو مسلمان ثابت کرتا ہے اُن میں سے کسی ایک کا بھی انکارنہ کرے،اُس کی تکفیر کرنا جائز نہیں ہے۔اس کام سے روکنے کے سلسلہ میں پیغمبر اکرم (ص) سے روایتیں بھی نقل ہوئی ہیں۔جو شخص مذہبی فتنے برپا کرے یامندرجہ بالامذاہب میں سے کسی ایک مذہب کااقرار کرنے کے بعد اُن میں سے کسی کاانکار کرے تو وہ یا جاہل ہے یا جاہل نما ہے اور یا اسلام کا دشمن ہے جس نے کافر مستکبرین کی خدمت کرنے کے لئے مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے اور شگاف ایجاد کرنے کے مقصد سے نفوذ کیاہے۔و اللّٰہ العالم۔

بشیر النجفی

آیت اللہ العظمیٰ نوری ہمدانی (دامت برکاتہ)

بسمہ تعالی

ناصبیوں اور خارجیوں کے علاوہ جو کوئی بھی شہادتین (کلمہ) پڑھے مسلمان ہے اور اس پر اسلام کے احکامات جیسے وراثت ، جان اور مال لاگو ہوتے ہیں اور جو لوگ مسلمانوں کی صفوں میں تفرقہ کا بیج بوتے ہیں اور مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں وہ دراصل حقیقی اسلام سے دور ہیں۔ اگرچہ براہ راست استعمار سے رابطے میں نہ ہوں لیکن حتماً وہ جس راستے پر گامزن ہیں وہ خطاکار ظالموں کا راستہ ہے جن کا ہدف اسلام کی نابودی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت اور اُن کے عظیم نام کو دنیا سے محو کرنا ہے۔

﴿ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالأَخْسَرِينَ أَعْمالاً ☆ الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَياةِ الدُّنْيا وَ هُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعاً﴾ (سورہ کہف، آیت ۱۰۳، ۱۰۴)

انشاء اللہ تعالیٰ تمام مسلمان دشمن کی سازشوں سے آگاہی رکھتے

ہوئے اسلام کی عزت اور سر بلندی کے راستے میں پہلے سے زیادہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں اور مسلمانوں کے مقدسات کی توہین سے پرہیز کریں جو مسلمانوں میں اختلاف اور تفرقہ کا باعث بنتی ہے اور ایسی بات نہ کریں جس سے دشمن کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو۔ ہر وہ کام جو مسلمانوں اور بے گناہوں کے خون بہانے کا سبب بنے حرام ہے۔

حسین نوری ہمدانی

آیت اللہ العظمیٰ وحید خراسانی (دامت برکاتہ)

بسمہ تعالیٰ

ہم چند افراد اہل سنت کے محلّہ میں زندگی کرتے ہیں حالانکہ اہل سنت ہمیں کافر سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیعہ کافر ہیں، اس صورت میں کیا ہم اُن کے ساتھ اُن ہی کے مانند معاملہ کر سکتے ہیں، جس طرح وہ ہمیں کافر سمجھتے ہیں ہم بھی اُن کے ساتھ کفار کے ساتھ کئے جانے والے معاملہ کی طرح معاملہ کریں۔ اِن حملوں کے مقابلہ میں ہماری شرعی ذمہ داری کیا ہے؟ آپ سے یہ بیان کرنے کی استدعا کرتے ہیں۔

دستخط: بعض مومنین

حضرت آیت اللہ وحید خراسانی کا جواب اس وضاحت کے ساتھ ہے:

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خداوند متعال کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے والا مسلمان ہے، اس کی جان، مال اور آبرو اسی طرح محترم ہے جس طرح مذہب جعفری کا اتباع کرنے والے کی جان، مال اور آبرو محترم ہے۔ تمہاری ذمہ داری یہ ہے کہ شہادتین کہنے والے کے

ساتھ اچھا برتاؤ کرو چاہے وہ تمھیں کتنا ہی کافر کیوں نہ شمار کرے، اگر وہ تمہارے ساتھ ناحق برتاؤ سے پیش آئیں تو تم حق اور عدل و انصاف کے صراط مستقیم سے منحرف نہ ہو، اگر ان کا کوئی شخص بیمار ہو جائے تو اُس کی عیادت کے لئے جاؤ، اگر مر جائے تو اس کی تشییع جنازہ کرو، اگر اس کو تم سے کوئی ضرورت پیش آجائے تو اُس کی حاجت روا کرو اور خداوند عالم کے حکم کے سامنے تسلیم ہو جاؤ جس نے یہ فرمایا ہے:

﴿وَ لا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلی ألاَّ تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أقْرَبُ لِلتَّقْوی﴾ (سورۂ مائدہ، آیت ۸)

اور خداوند متعال کے فرمان پر عمل کرو جس نے یہ فرمایا ہے:

﴿وَلا تَقُولُوا لِمَنْ ألْقی إلَیْکُمُ السَّلامَ لَسْتَ مُؤْمِناً﴾

(سورۂ نساء، آیت ۹۴)

والسلام علیکم و رحمة الله

آیت اللہ شیخ محمد مہدی آصفی (دامت برکاتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۔ جو کوئی شہادتین (کلمہ) پڑھے، احکام الٰہی اور ضروریات دین جو مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ ہے، اس کا اقرار کرے وہ مسلمان ہے، اس کا مال اور خون حرام ہے (اس کی حفاظت واجب ہے)۔ رسولؐ سے نقل ہے کہ مجھے حکم دیا گیا کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک وہ وحدانیت خدا کا اقرار کرلیں اور جب وہ اس کا اقرار کرلیں تو ان کی جان و مال محفوظ ہے اور اس کا حساب اللہ کے اوپر ہے۔[۱]

۲۔ جو لوگ بغیر کسی حد شرعی کے لوگوں کا قتل کرتے ہیں وہ رسولؐ کے فرمان اور قرآن و سنت کی رو سے کافر ہیں رسول نے حجۃ الوداع کے وقت مسجد خیف میں فرمایا، تمہاری جان، مال اور عزت

۱۔ احمد نے اپنی مسند میں اس کو کئی جگہ ذکر کیا ہے اور بیہقی نے سنن میں بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں اور بہت سارے حفاظ حدیث نے صحیح سندوں کے ساتھ فریقین کے طرق سے اس کو نقل کیا ہے۔

ایک دوسرے پر آج کی طرح، اس شہر کی طرح، اس ماہ کی طرح ہمیشہ حرام ہے۔ پھر فرمایا: میرے بعد اپنے کفر کی طرف نہ پلٹ جانا کہ جس زمانے میں ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے تھے۔[۱]

۳۔ مسلمانوں میں فتنہ انگیزی، سبّ و شتم اور جدائی پیدا کرنا جائز نہیں اسی طرح اسلامی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا، مسلمانوں میں اختلافی بیج بونا، برے القابات سے یاد کرنا اور دوریاں پیدا کرنا جائز نہیں۔ خدا فرماتا ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَ لا تَفَرَّقُوا﴾

یقیناً اسلامی مذاہب کے مقدسات کی توہین، اختلاف بین المسلمین کے اہم اسباب میں سے ایک ہے جس سے خدا نے منع کیا ہے۔

۴۔ہم کو احسان، حسن معاشرت، مدد، ضمانت، ملاقات کی تاکید کی گئی ہے اور ناصبیوں کے علاوہ تمام مسلمانوں کے ساتھ محبت کا حکم دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں رسولؐ سے بہت ساری روایات ہیں اور اہل بیتؑ کرام سے بھی اس سلسلے میں بہت ساری روایات ذکر ہوئی ہیں، جن کو ہم نے اپنی کتاب (الفتنہ الطائفیة) میں ذکر کیا ہے۔

۵۔اختلاف سے ممانعت کا مطلب فقہی اور عقائدی اختلاف نہیں ہے جو مختلف اسلامی مذاہب کے علماء میں پایا جاتا ہے یا علمی موضوعات میں جو اختلاف نظر ہے بلکہ اس کے ذریعہ ثقافتی، علمی اور اعتقادی مضبوطی ہوتی ہے اور اسلام نے اس جانب تاکید و راہنمائی بھی کی ہے۔

۱۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے جس کو امام احمد نے مسند میں کئی جگہ نقل کیا ہے نسائی نے سنن کبریٰ میں ابن حیان نے صحیح میں، مسلم و بخاری نے اپنی صحیح میں اور فریقین کے دیگر محدثین نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

ہم بارگاہ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرے اور قربت واتحاد بین المسلمین کی تائید وحمایت فرمائے۔

محمد مہدی آصفی نجف اشرف (جمادی الثانی ١٤٣٤ھ)

آیت اللہ محمد ہاشم صالحی (دامت برکاتہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام نے مسلمانوں کی وحدت واتحاد پر جتنا زیادہ زور دیا ہے خداوند عالم کے نفی شرک کے مسئلہ کے بعد کسی مسئلہ پر اتنا زور نہیں دیا یہاں تک کہ کہا گیا ہے:

بنی الاسلام علی دعامتین کلمة التوحید ووحدت الکلمة؛ اسلام کی بنیاد دوستونوں پر رکھی گئی ہے کلمہ توحید اور وحدت کلمہ۔

لہذا مسلمان کی جان ومال، عزت وآبرو سے تجاوز کرنا سب سے بڑا گناہ اور دین اسلام کے محرمات میں سے ہے اور اسی طرح اسلامی ادیان اور اسلامی مذاہب کے کسی فرقہ کے اعتقادات کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔

دوسری طرف سے مسلمانوں کے خلاف خودکش حملے اور مختلف ممالک میں ان کا قتل وغارت، الہی محرمات، زمین پر فساد کا مصداق اور نہ بخشے جانا والا گناہ ہے نیز ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہنے کا باعث ہوگا۔ مسلمان چاہے وہ شیعہ ہوں یا سنی انہیں دشمنان اسلام کی سازشوں، تفرقہ ڈالنے اور تکفیر

کرنے والے گروہوں سے محتاط رہنا چاہئے۔

تمام مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ دنیاوالوں کو اسلام کے حقیقی چہرہ کی نشاندہی کرائیں جو رحمت، محبت اور مہربانی کا دین ہے اور ﴿**جادلهم بالتی هی احسن**﴾ کا نظام ہے، نیز مسلمانوں پر واجب ہے کہ اخوت کی پاسداری کرتے ہوئے اسلام کی ترویج میں تعاون کریں۔

محمد ہاشم صالحی

آیت الله صالحی مدرس-افغانستان

آیت اللہ آصف محسنی (دامت برکاتہ)

باسمہ تعالیٰ

۱۔جو شخص خداوند عالم کی وحدانیت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت وخاتمیت اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ مسلمان ہے۔

۲۔ تمام مسلمانوں کی جان و مال اور ناموس کے ساتھ تجاوز کرنا حرام موکد ہے۔

۳۔ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اور اس کا اسلام کی ترویج کرنے میں تعاون و مدد کرتے ہوئے اخوت کی پاسداری کرنا لازمی ہے اور اختلافی مسائل میں ایک دوسرے کے ساتھ عفو وبخشش سے کام لیں۔

۴۔اسلامی مذاہب کا اتباع کرنے والوں کے درمیان اختلاف ایجاد کرنا دین اسلام کے ساتھ خیانت کرنا ہے۔

آیت اللہ آصف محسنی

افغانستان

آیت اللہ محمد رضا مہدوی کنی (رحمت اللہ علیہ)

رئیس جامعہ روحانیت تہران و مجلس خبرگان رہبری

بسمہ تعالیٰ

سوال: ان ایام میں سوال کیا جاتا ہے کہ اسلام کے احکام کن لوگوں پر منطبق ہوتے ہیں، آیا وہ تمام لوگ جو اسلام سے وابستہ و منسوب ہیں سنی و شیعہ سب مسلمان ہیں اور ان پر احکام اسلام نافذ کئے جاتے ہے؟

جواب: جو شخص شہادتین (خدا کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کی گواہی) کا اقرار کرے وہ مسلمان ہے مگر جو لوگ اہل بیتؑ پیغمبرؐ سے دشمنی اور عداوت رکھیں اور اس کا اظہار کریں۔ اہل بیتؑ کے شیعہ تمام مسلمانوں کے ساتھ برادری و بھائی چارگی، دوستی اور محبت کا کردار ادا کرنے کے لئے مامور کئے گئے ہیں وہ مسلمانوں کی نماز جماعت میں شریک ہوں، ان کے جنازہ کی تشییع کریں، ان کے بیماروں کی عیادت کریں، ان کی دوستی اور مدد کا اہتمام کریں، مسلمانوں کے درمیان تفرقہ اور دشمنی کرنے سے پرہیز کریں کیونکہ اس چیز کو اسلام کے دشمن پسند کرتے ہیں۔ شیعوں پر تمام مذاہب کے مقدس مقامات

کا احترام کرنا لازم ہے۔ وہ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کے فتنہ سے خبر دار ہیں کیونکہ اسلام کے دشمن اسلامی بیداری سے ڈرے ہوئے ہیں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَ لا تَفَرَّقُوا وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْداءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْواناً...﴾ (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳) "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ پیدا کرو اور اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ تم لوگ آپس میں دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی تو تم اُس کی نعمت سے بھائی بھائی بن گئے"۔

اللہم انصر الاسلام واھلہ واخذل الکفر واھلہ

مسلمانوں کے ہر گروہ کی تکفیر کرنا، انہیں قتل کرنا اور ان کے اموال لوٹنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔

﴿مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّما قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعاً﴾(سورہ مائدہ، آیت ۳۲) "جو شخص کسی نفس کو کسی نفس کے بدلے یا روئے زمین میں فساد کی سزا کے علاوہ قتل کر ڈالے گا اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا"۔

محمدرضا مہدوی کنی

آیت اللہ محمد یزدی (دامت برکاتہ)

(رئیس شورائے عالی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم)

باسمہ تعالیٰ

خداوند عالم کا فرمان ہے:

﴿وَلاَتَسُبُّوا الَّذِینَ یَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ فَیَسُبُّوا اللهَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ﴾ (سورہ انعام، آیت ۱۰۸)

قرآن کریم بیراہے چلنے والوں کو برا بھلا کہنے، نفرین و لعنت کرنے کی صاف طور پر نہی کر رہا ہے جن کی وہ اللہ کے سوا (خدا سمجھ کر) عبادت کرتے ہیں، کیونکہ یہ کام بھی اُن کے خداوند عالم کو بے سمجھے عداوت سے برا بھلا کہہ بیٹھنے کا باعث ہوتا ہے۔

اگر ہم اس آیت کے متعلق غور و فکر کریں تو اس آیت میں ایک کلی معیار بیان ہوا ہے جو کام دوسروں سے دشمنی کرنے پر ابھارے اور انھیں حرام کام انجام دینے پر تحریک کرے اس کی نہی ہوئی ہے۔اس بنا پر اُن لوگوں پر لعنت و نفرین کرنا اور انھیں برا بھلا کہنا درست کام

نہیں ہے جن کا معاشرہ احترام کرتا ہے خاص طور پر اگر وہ اجتماع اور وہ لوگ الٰہی اور آسمانی دین کے رنگ میں رنگے ہوں اور اگر یہ کام براہ راست یا کسی واسطہ کے ذریعہ دوسروں کا قتل، غارت گری اور اُن کی جان و مال اور عزت وآبرو کے ضائع وبرباد ہونے کا باعث ہوتا ہو تو ظاہر اور واضح ہے کہ یہ کام حرام اور شرع مبین کے خلاف ہے اور اس کو دنیا وآخرت میں جواب دہ ہونا چاہئے۔ اب یہ کام برا بھلا کہنا اور لعنت و نفرین تقریر کی صورت میں یا اشعار ومدح سرائی کے ذریعہ یا حتیٰ غم و تعزیہ داری کے ذریعہ ہو یا تھیٹر اور حقیقی یا مجازی فضا وماحول میں فلم میں کسی ایکشن کے ذریعہ ہو۔ اس کی ماہیت میں کوئی فرق نہیں ہے کہ اس کا سبب و عامل دوسروں کے قتل وغارت گری، جان و مال اور عزت وآبرو کی توہین کا باعث ہو۔

اس کلی مقدمہ پر توجہ دیتے ہوئے کہ اس دنیا میں کوئی بھی چیز مخفی نہیں رہتی، اوپر سے ڈشیں اور زمین پر امنیتی اور جاسوسی فوج، ماڈرن اور سریع اجتماعی رابطے کے وسائل انٹرنیٹ، ریڈیو، ٹیلیویژن، موبائل اور دوسرے گزارش دینے والے وسائل، پیش آنے والے واقعات کو نشر کرتے ہیں، آسمانی مذاہب کے بزرگان (بزرگوں) خاص طور پر انبیاء الٰہی، اُن کے خلفاء اور جانشین، خاص طور پر اسلام کی برجستہ شخصیات، ایک جملہ میں صدر اسلام کے خلفاء اور پیغمبر اسلامؐ کی ازواج اور ان کی اولاد پر لعنت و نفرین کرنا جائز نہیں ہے چاہے اس کام کا براہ راست اثر اسلامی امت میں تفرقہ اور پراکندہ ہونے کے علاوہ اسلامی ملکوں کے مختلف مقامات پر طرح طرح کے لڑائی جھگڑوں کا باعث ہوتا ہو اور ظاہر و واضح ہے کہ یہ کام حرام ہے۔ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی عملی سنت اور

اُن کا کردار اور خاص طور پر امیر المومنین علیہ السلام کی ذات والا صفات اس مدعا کی شاہد ہیں۔

کلی طور پر لعنت اور برا بھلا کہنا کبھی بھی کسی زمانہ میں اور کسی بھی حق مطلب کو بیان کرنے کے لئے ہر گز اللہ کی تبیین کا اثر و کردار نہ رکھتی تھی اور نہ ہی رکھتی ہے۔

اس نکتہ کو بھی نظر سے دور نہیں رکھنا چاہئے کہ ایک حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے تحقیق کا کام علما و دانشمندان (محققین) اور خواص افراد کے ذریعہ انفرادی یا اجتماعی مشکل میں علمی مدارس، یونیورسیٹیوں میں علمی آموزشی اور تحقیقی ماحول میں سیاست طلبی، گروہ بندی اور تعصب کے بغیر انجام دیاگیا، انسانی علوم کے تمام موضوعات، دینی مسائل اور عقائد میں علمی ترقیاں یا دوسرے علمی موضوعات پر کام جو اس ماحول کے مرہون منت ہیں، کو اپنی دوستی اور دشمنی سے دور رکھا اور رکھیں گے۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اسلامی امت کے تمام مختلف طبقے آج کی دنیا کے زمانہ اور حالات کی معرفت رکھتے ہوئے ان مسائل پر زیادہ توجہ دیں۔ اصولی، معقول اور منطقی طور پر حرکت کریں تاکہ خداوند عالم ہماری حمایت کرے۔

محمدیزدی
رئیس شورای عالی جامعہ مدرسین حوزہ علمیہ قم